پاسبانی تراشے
ماہ جنوری
2020

فکر و نظر کو وسعت ملی ہے پاسباں میں
گلدستہ ادب میں نیرنگی سخن ہے
(فیضان احمد اعظمی)

پاسبانی تراشے

جمع و ترتیب
مسعود اعجازی اورنگ آبادی
ممبر پاسبان علم و ادب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتابچہ	:	پاسبانی، تراشے
جمع و ترتیب	:	مسعود اعجازی اورنگ آبادی
صفحات	:	چھیانوے (96)
اشاعت	:	جنوری/2020/ سنہ عیسوی
ترتیب و تزئین	:	مسعود اعجازی اورنگ آبادی
موبائل نمبر	:	7387127358 (+91)

فہرست مضامین

حمد باری تعالیٰ

بقلم :- مولوی اسامہ ثمر اعظمی *

شروع اس نام رحماں سے جو ہم سب سے اعلی ہے
بڑا ہی مہرباں ہے اور نہایت رحم والا ہے

سبھی تعریف ہے اس کی وہی ہے حمد کے لائق
وہی عالم کا خالق ہے وہی بس پالنے والا ہے

اسی کا نام رحماں ہے رحیم اسکی صفت بھی ہے
تمامی ذات سے بڑھ کر وہ ہم پر رحم والا ہے

جو مالک ہے جزا کے یوم کا مختار کل بھی ہے
حساب جنّ بنی آدم وہ اس دن لینے والا ہے

عبادت تیری ہی کرتے تجھی سے ہم مدد خواہاں
تو ہی معبود برحق ہے مدد بھی کرنے والا ہے

متعلم :- جامعہ فیضِ عام دیوگاؤں، اعظم گڑھ یوپی

الٰہی تو کرم فرما ہم نادان بندوں پر
عطا فرما وہ سیدھی راہ جو تم تک جانے والا ہے

انھیں کی راہ پر انعام جن پر ہے کیا تو نے
تیری ہر بات پر مولی جو ہر دم عمل والا ہے

نا ان کی راہ پر مولی غضب تیرا ہوا جن پر
ہوا گمراہ جو ملعون کفر جو کرنے والا ہے

قبول فرما خدایا تو دعا و حمد کو اسکی
ثمرؔ تیرا ہی بندہ ہے تجھی کو ماننے والا ہے

نعت النبی ﷺ

بقلم :- مولانا حفظ الرحمن الاعظمی *

ہاتھوں میں ہو مدحت کا علم کیسا لگے گا
جب ہیچ ہوں یہ لوح و قلم کیسا لگے گا

ہو میرا قدم اور ہو سرکار کا روضہ
اس ارض مقدس پہ قدم کیسا لگے گا

میں وادئ عصیاں کا ہوں بدنام مسافر
اس حال میں ہو ان کا کرم کیسا لگے گا

محشر کی تمازت میں اگر ساقئ کوثر
رکھ لیں گے جو الفت کا بھرم کیسا لگے گا

آئیں کبھی خوابوں میں جو سرکار دوعالم
پلکیں ہو مری زیر قدم کیسا لگے گا

اے دیدہ وروں تم ہی یہ انصاف سے کہنا
میں توڑ دوں طیبہ میں جو دم کیسا لگے گا

طیبہ کی بہاروں سے منور ہیں جو آنکھیں
ان آنکھوں کو گلزار ارم کیسا لگے گا

* مدرسہ تحفیظ القرآن سکٹھی مبارک پور اعظم گڑھ

گزارش

بقلم :- مولانا شیخ محمد خالد اعظمی *

جیسا کہ تمام احباب کو معلوم ہے کہ پاسبان علم و ادب کے زیر اہتمام ہر ماہ پاسبان میں آنے والے ممبرانِ پاسبان کے مضامین سے منتخب مضامین اور تحریروں کو تراشے کے نام سے پی ڈی ایف کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے

درمیان میں یہ سلسلہ موقوف ہوگیا تھا

اب اس ادبی سلسلے کو دوبارہ شروع کیا جارہا ہے

اس لئے پاسبان علم و ادب کے تمام اہل قلم سے درخواست ہے کہ وہ پاسبان علم و ادب میں اپنی علمی ادبی تحریریں ارسال کرتے رہیں تاکہ تراشے کی اشاعت میں آسانی ہو.

اللہ تعالیٰ حافظ مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی کاوش سے یہ ادبی کارنامہ انجام پاتا ہے....

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو دوام عطاء فرمائے اور ہر خاص و عام کیلئے نافع بنائے..

---

* ترجمان -:- پاسبان علم و ادب

،،پاسبان علم وادب ،،

بقلم :- مولانا شفیق قاسمی اعظمی *

سوشل میڈیا میں پاسبان علم وادب ایک خوبصورت منظر کی طرح ہے جس کو دیکھ کر انسان کی آنکھ نہیں تھکتی،

پاسبان علم وادب ایک خواب ہے جس کی تعبیر خوشیاں ہی خوشیاں ہیں،

پاسبان علم وادب وہ کتاب ہے جس کے ہر صفحہ پر خوبصورت عبارت لکھی ھے،

پاسبان علم وادب وہ پھول ہے جس کی خوشبو 24 گھنٹے ساتھ رہتی ہے،

پاسبان علم وادب وہ غزل ھے جو سننے والوں کے کانوں میں رس گھولتی ہے،

پاسبان علم وادب وہ ساز ھے جس کی دھن ہر آنیوالا لمحہ اک نیا احساس لیکر آتا ھے،

پاسبان میں ہر پل خوش رہنا چاہئے، **پاسبان** سے پیار کریں کیونکہ **پاسبان** آپ کو کچھ نہ دے پھر بھی بہت کچھ دیتا ہے ، **پاسبان** کو بوجھ نہ سمجھیں کیونکہ یہ آپ کے پاس اللہ کی امانت ہے اور **پاسبان** میں **(اصول وھدایات کے تحت)** بھرپور جئیں جس طرح جینے کا حق ھے، وہ لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو **پاسبان** سے سمجھوتا کرلیتے ہیں، **پاسبان** ایک انمول تحفہ ہے، **پاسبان** صرف اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے جینے کا نام ھے،

---

* بانی و مؤسس پاسبان علم و ادب

پاسبان میں خوش رہنے کا راز یہ نہیں کہ ہماری ہر خواہش پوری ہو ، اصل خوشی تو دوسروں کو خوش رکھنے میں ہے، دوسروں کی خوشی پر اپنی خوشی کو قربان کرنے کا نام **پاسبان علم وادب** ھے ۔

پاسباں سوزِ جگر، شعلہ فشاں ہوتا ھے ؛ غم کے ماروں کے لئے راحتِ جاں ہوتا ھے

ایک دریا دل مردِ قلندر

بقلم :- مولانا محمد یعقوب اعظمی *

روئے زمین پر نہ جانے کتنے انسان آئے اور چلے گئے ؛ لیکن ان میں کچھ ایسے زندہ صفت ہوتے ہیں جو مٹی میں دفن ہونے کے باوجود اپنی یادوں کی خوشبوئیں بکھیرتے رہتے ہیں ؛ کسی کا حسن اخلاق یادگار ہوتا ہے ؛ تو کسی کی سخاوت اسے دائمی وجود بخشتی ہے ؛ کسی کے سماجی کارنامے اسے باقی رکھتے ہیں ؛ تو کوئی اپنی شفقت ومحبت الفت و پیار خلوص واپنائیت کے انمٹ نقوش چھوڑ جاتا ہے .

ان تمام خوبیوں کی جامع ایک ہستی کو میری آنکھوں نے بہت قریب سے دیکھا تھا, ایسی شخصیت جس کے پاس علم سے زیادہ عمل, عمل سے بڑھ کر توکل, توکل سے زیادہ یقین, یقین سے بڑھ کر اخلاص تھا, ایسا مرد قلندر جس کے خود کے کشکول خالی تھے مگر اس کے جام سفال سے ایک جہاں سیراب ہوتا تھا,جو رشتہ داروں میں قافلہ سالار اور معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کے مانند تھا, جس کے وجود سے ہر مجلس قہقہ زار ہوجاتی, شادی بیاہ خوشی غم ہر جگہ اس کی ضرورت محسوس کی جاتی اور اس کے آتے ہی سارے کام ٹھکانے لگ جاتے, جس کے پاس اولاد تو نہ تھی لیکن وہ گھر کو

---

* مقیم حال ملیشیا

یتیم اور بیوہ کی کفالت سے آباد رکھتا تھا, رشتہ داری کے نبھانے میں اپنی مثال آپ تھا, اس کے پاس روپیہ پیسہ کی کوئی پوٹلی نہیں تھی, کھیتی اس کا مشغلہ تھا اور اس سے حاصل آمد اس کی کل کائنات تھی, مگر اس کے باوجود وہ دریا دل تھا, کبھی چاول کی تھیلیاں رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے تو کبھی "چورا" کے لئے دھان بھجواتے شادی بیاہ کے موقعہ پر اناج کی بوریاں بھر بھر دیتے,کوئی بھی مہمان آجائے اس کی خاطر مدارات آخری حد تک کرتے, جسے اہل "پارہ کمال" " جمالو چچا " گھر کے بڑے " ابو چچا وغیرہ" ان کو "ماموں" کہتے اور ہم برادران " دادا" سے یاد کرتے تھے.

پارہ کمال سے میرا ذاتی تعلق

پارہ کمال میری دادی کا میکہ والد صاحب کا ننھیال ہے, سن شعور سے پہلے ہی دادی کے ساتھ ان کی انگلی پکڑ کر پگڈنڈیوں کے راستے میرا وہاں آنا جانا شروع ہوا, میں بچوں میں سب سے بڑا اور دادی سے بہت قریب تھا اس لئے دادی جب بھی میکہ جاتیں اکثر مجھے اپنے ساتھ رکھتیں, اس طرح بچپن سے ہی اس گھر سے بے حد مانوس ہوگیا, تعلق میں مزید اضافہ اس وقت اور ہوا جب میں نے مدرسہ مولانا آزاد تعلیمی مرکز اسرہٹہ میں داخلہ لیا, داخلہ کے اگلے دن جمالو دادا نے دادی سے زور

دیکر کہا: یعقوب سے بولو دوپہر کا کھانا روزآنہ میرے یہاں کھائے ؛ اس طرح روزآنہ وہاں میری آمد ورفت ہونے لگی؛ اور میں اس گھر کا قدح خوار ہوگیا, عربی اول سے لیکر عربی چہارم تک میں نے مذکورہ ادارہ میں تعلیم حاصل کی اس دوران بلاناغہ میرا ظہرانہ دادا کے ساتھ ہوتا, دادا کی اکثر کوشش رہتی کہ دوپہر کا کھانا ہم دونوں ساتھ کھائیں, اگر کبھی اس میں تخلف ہوجاتا تو بھی ساتھ میں بیٹھ جاتے, تاکہ کھانے میں گھر والوں کی طرف سے کوئ کمی نہ رہے حالانکہ ایسا کبھی بھی میں نے محسوس نہیں کیا کہ میں اس گھر پر بار ہوں یاگھر کے لوگ مجھے "اِگنور " کررہے ہیں."جزاھم اللہ خیرا الجمیع".

دادا جہاں مجھ پر بے پناہ شفقت کرتے تھے , وہیں میری شرارتوں پر تنبیہ کرتے, انکی ڈانٹ میں ایک عجیب جلال ہوتا لیکن تھوڑی دیر بعد موجود رعب دور ہوجاتا اور انکی شفقت شدت پر غالب آجاتی, نماز میں اگر سستی دیکھتے تو طنزیہ کہتے " بھیا تو لوگ مولانا ہے لاگت ہے جماعت تو لوگ خاطر معاف ہے"
اس تنبیہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ نماز کی رہی سہی سستی ابتداء دور ہوگئ جزاہ اللہ خیرا.
آج اپنے قریبی رشتوں پر جب ایک نگاہ ڈالتا ہوں , اور دادا کی کرم فرمائیاں یاد کرتا ہوں تو سارے رشتے انکی صلہ رحمی قرابت داری کے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں ,

قارئین رشتوں کو دوری دیکھیں اور پھر چار سال تک ان کے مشفقانہ رویہ پر نظر کریں, بلا شبہ دل کہے گا کون ہے جو بھانجے کے بیٹے کا اس قدر خیال کریگا, ہم برادران یکساں ان کی شفقتوں سے لطف اندوز ہوئے جب بھی جاتے میسر اشیائے خورد نوش پیش کرتے , کبھی دودھ کا بالائی سے بھرا پیالہ ملتا تو کبھی کھجور , بسکٹ مٹھائی اور نمکین سے بھری طشتری ہوتی اور انکے یہاں شرط کے درجے میں تھا جو ہے اسے ختم کرو, خواہی نخواہی ٹھونسنا پڑتا,

دادا نے تعلیم کے ساتھ ساتھ میرا عملی میدان میں بھی بہت حوصلہ بڑھایا مجھے یاد پڑتا ہے ابھی میں عربی اول یا دوم کا طالب علم تھا دادا نے مجھے بلاکر گاؤں میں ایک نکاح پڑھوایا, پھر کیا تھا یہ سلسلہ چل پڑا جہاں شادی میں ان کا کنٹرول ہوتا مجھے ہی نکاح کے لئے بلاتے تھے, میں ان کے بھانجے کا بیٹا تھا لیکن اہل پارہ کمال مجھے ان کا بھانجہ سمجھتے تھے,

داد ودہش کا ایک بے مثال واقعہ

گذشتہ سال وطن کے سفر میں انکے ایک مجلسی سے میری ملاقات ہوئ میں نے انکی چند ایسی خوبیاں بیان کیں جو میرے نزدیک بہت اہمیت کی حامل تھیں, انھوں نے

میری بات کے جواب میں ایک لمبا سانس لیا اور آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے بھرّائی ہوئی آواز میں بولے بابو یعقوب! " تو کا جانا جمالو کا جمالو کون آدمی ہے ؟ جمالو وہ شخص ہے جس کے گھر میں چھ پنسیری چاول تھا, اور گاؤں میں کسی غریب کی بچی کی شادی تھی اس نے گھر سے نکال کر پورا چاول دیدیا ,اور کہا :اس کی عزت کا سوال ہے اس کی عزت بچ جائے بس , میرا اللہ مالک ہے"
یہ سن کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی تاہم یہ فراخدلی دادا سے بعید بھی نہیں تھی .

مرض الوفات

دو سال سے دادا کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھے, اندر ہی اندر مرض کی تکلیف کو برداشت کرتے , صبر کرتے , باہر اف تک نہ کرتے , کوئی بھی جاتا خندہ پیشانی سے ملتے, پاس بٹھاتے, مرض کے آخری ایام میں بھی ضیافت خاطر مدارات کو کم ہونے نہیں دیا, آخرکار موت وحیات کی کشمکش میں زندگی ہارگئے, 15 جنوری بروز بدھ بعد نماز ظہر خاموش راہی عدم ہوگئے. ـــــــ **انا للہ وانا الیہ راجعون.**

دادا کے کوئی نرینہ اولاد تو نہ تھی لیکن ان کے بھانجوں اور قرابت داروں کا ان سے تعامل اولاد سے بڑھ کر تھا, تیمارداری میں سبھی نے کوئی کمی نہیں کی, ان کی خوش قسمتی

کہ آخری دن ان کے سراہنے تین تین حفاظ " چچا عبد اللہ برادران محمد ایوب و محمد زید " وغیرہ سورہ یٰسین اور دیگر سورتوں کا ورد کرتے رہے اسی نورانی ماحول میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی.

اس دن ہمارے خانوادے اور اہل پارہ کمال نے ایک دریا دل انسان کھودیا, اور اسی کو گور وکفن کے حوالے کردیا جو سب کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوتا تھا, برادرم محمد ایوب نے نماز جنازہ پڑھائی اور پارہ کمال میں مکتب کے قریب قبرستان میں تدفین عمل میں آئی.

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا : نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے : سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

محمد یعقوب اعظمی.

(مقیم ملیشیا) بروز یکشنبہ بوقت 12:40 شب مورخہ 19 جنوری 2020

اس رات کے سینے سے پیدا اک صبح درخشاں کرنی ہے

بقلم :- مولانا سرفراز احمد ملی القاسمی حیدرآباد

ایک ماہ سے زائد ہو گیا ہمارا یہ ملک تاریخ کے عجیب اور نازک دور سے گذررہاہے، ہر طرف احتجاج احتجاج کی صدا اور عام ماحول ہے،اور اس احتجاج میں کسی ایک طبقے کے افراد ہرگز شامل نہیں، اس میں ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ہے،عمر دراز خواتین بھی ہیں،90/80 سال کے بوڑھے مرد بھی، چھوٹے چھوٹے بچوں کے علاوہ نوجوان جو تعلیم اوراپنا کاروبار سب کچھ بھول کر اس تحریک کا حصہ ہیں،اس میں کسان بھی ہیں، ڈاکٹروں کی ٹیم بھی ہے،کورٹ سے وابستہ سابق جج اوروکلاء بھی ہیں اسکول و یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء بھی،تجارت اورکاروباری حضرات بھی،آخر یہ سب لوگ کیوں اس تحریک میں شامل ہیں؟کیااسکے پیچھے کوئی سیاسی لیڈر ہے؟کیایہ آواز کسی لیڈر نے اٹھائی ہے؟اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب تحریک کا حصہ اسلئے بنے ہیں کہ اگر انصاف کی جنگ اگر ہم ہار گئے تو ملک آنے والے وقت میں غلامی کے اندھیروں میں چلاجائے گا،ملک تقسیم ہو جائے گا اور فسطائی طاقتیں اس بھارت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں گی،یہ تحریک کسی سیاسی لیڈر کی آواز پر ہرگز نہیں چلی ہے اورنہ ہی اس میں کوئی سیاسی لیڈر شامل ہے،ملک کھوکھلا کردیا گیا،خزانہ خالی ہے اور خبر یہ بھی ہے کہ پھر

حکومت نے آربی آئی سے ایک بڑی رقم یعنی 45 ہزار کروڑ طلب کیا ہے،اس احتجاج میں شامل افراد کا عمومی خیال یہ ہے کہ یہ حکومت ہر محاذ پر ناکام ثابت ہوئی ہے جھوٹے وعدے اور جھوٹ در جھوٹ پر یہ حکومت قائم ہے،ملک کے شہریوں کی ہر گز انہیں کوئی فکر نہیں،نفرت انکا ایجنڈا اور اوڑھنا بچھونا ہے اور اسی نفرت کے کھیل سے یہ اپنی حکومت چلانا اور بچانا چاہتے ہیں، لیکن انھیں شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ ملک ہندوستان اوراسکی سرزمین نفرت کی پجاریوں کو ہرگزبرداشت نہیں کرسکتی،محبت اسکے خمیر میں ہے اورسالوں سے یہ ملک امن سلامتی اور محبت کا گہوارہ رہاہے،اسکی تاریخ میں محبت پنہاں ہے اسکو نفرت کے ایجنڈے سے ہرگز نہیں چلایا جاسکتا،بس اسی لئے یہاں کی عوام سڑکوں پر ہے،ایک سیلاب اور طوفان آیا ہواہے،دہلی سمیت مشرقی ہند کی شدید سردی میں ملک کے باشندے سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں، شاہین باغ کی زندہ دل اور بے باک خواتین 35 دنوں سے مسلسل کیمپ کئے ہوئی ہیں،جامعہ ملیہ، جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، گیا، پٹنہ،دربھنگہ سمستی پور، حیدرآباد چنئ اور کیرلہ سمیت درجنوں شہروں میں اسی طرح کی صورتحال ہے اور وہاں خواتین نے بڑی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل کر سڑکوں پر کیمپ کیاہوا ہے اور یہ سلسلہ دراز ہوتا جارہاہے،اسکا دائرہ وسیع ہورہاہے، عجیب و غریب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس تحریک کی قیادت کوئی سیاسی لیڈر نہیں کررہاہے،بلکہ کسی قائد کے بغیر یہ ملک گیر تحریک انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے،

سوال یہ ہے کہ کیااپنے حقوق کے لئے سڑکوں پر اترنا اور احتجاج کرنا جرم ہے؟پھر کیوں یہ سنگھی حکومت احتجاجیوں سے ظلم و بربریت کاسلوک کررہی ہے؟اس حکومت نے کیا نہیں کیا؟ جامعہ ملیہ، جے این یو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سمیت یوپی میں جس طرح حیوانیت کا کھیل کھیلا گیا اورجسطرح خون کی ہولی کھیلی گئی، حکومت و طاقت کا جس بےدردی سے استعمال کیاگیا

یہ ملکی تاریخ کا حصہ بھی بنے گا اور تاریخ میں نمایاں حروف سے لکھاجائے گا،طاقت کاغرور اوراسکانشہ بلآخر انسان سے کرسی چھین ہی لیتاہے یہ الگ بات ہے کہ اس میں تھوڑی دیر ہی لگے لیکن اقتدار بہرحال ایسے ناہنجاروں سے چھن ہی جاتاہے،یاد رہناچاہئے،جسطرح حیوانیت کامظاہرہ کیاگیااور خون کی ہولی کھیلی گئی،گولیاں برسائی گئی 30سے زائد لوگ اب تک اپنی جان گنوا چکےہیں،ان میں سے اکثرکو پولس کی گولیوں کانشانہ بننا پڑا،جے این یو،جامعہ ملیہ اور علی گڑھ اسکے گواہ ہیں کہ کس طرح وہاں درندگی کا مظاہرہ کیاگیا،مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجھک نہیں کہ یہ سیاہ اور کالا قانون جولایا گیا ہے یہ درحقیقت سنگھیوں کا بھارت میں مسلم نسل کشی کا طے شدہ اور منصوبہ بند اعلان ہے،چنانچہ روزنامہ سیاست حیدرآباد کے مطابق

12 ڈسمبر 2019نے Genocide Watch کے بانی Dr Gregory Stanton واشنگٹن ڈی سی میں امریکی سرکاری عہدے داروں اور کانگریس ممبران کوکشمیر اور پر بریفنگ دیتے ہوئے کہاکہ ہندوستان اسوقت یقینی طورپر نسل کشی کے راستے NRC

یعنی جلاوطنی،جبر و تشدد،دباؤ،کشمیراورآسام نسل کشی کے اسی آٹھویں 8 Persecution ،مرحلے میں ہے،اسکے بعد نواں مرحلہ ہے

قتل و خون اور تباہی وبربادی کا ہے،اس لحاظ سے کشمیر اور آسام 9 Extermination تباہی اور قتل وخون کے دہانے پر ہیں، اسکے بعد دسواں اور آخری مرحلہ رہ جاتاہے ہے کہ اب سرے سے انکار کردیا جائے گا کہ کوئی نسل کشی نہیں کی Denied جسکو گئی ،یہ سب جھوٹ ہے،لوگوں کو گمراہ کیاجارہاہے،کوئی نسل کشی نہیں کی گئی، حالات قابو میں ہیں بلکہ ہندو دہشت گردوں کو ہی سزا دی گئی ہے،انھیں دس مراحل میں برما اورمیانمار میں نسل کشی کی گئی اور وہاں کی حکمراں "سوکی" نےبرملا فوج کی نسل کشی کی تردید کی ہے"(دیکھئے روزنامہ سیاست 20دسمبر)

اوپر کے ان اقتباس سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ موجودہ حکومت کے عزائم کتنے بھیانک اور خطرناک ہیں،اور وہ ہندو راشٹر کے قیام کے لیے جلد بازی میں بھی ہیں،وہ بہر صورت یہ چاہتےہیں کہ بھارت کو ہندو راشٹر بنالیاجائے چاہے اسکے لئے جو کچھ بھی کرنا پڑے،دستور کی دھجیاں تو بہت پہلے سے اڑائی جارہی ہیں،اسلئے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ CAA-NRC-اورNPR کے خلاف یہ لڑائی اور ہمارا احتجاج کرنا مسلمانوں کے جان و مال، اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے نہیں بلکہ یہ ہندوستان کے آئین اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے ہے،لہذا ہمیں مکمل طور پر بیدار ہونا ہو گا،اور پوری طاقت و قوت کے ساتھ ملک میں جاری اس تحریک سے اپنی آواز ملانی ہوگی

اوراسکو تقویت دینی ہوگی،نیز یہ جہد مسلسل اور عزم مصمم بھی کرنا ہوگا کہ اس کالے قانون کی برخواستگی تک ہماری یہ احتجاجی تحریک پوری شدت کے ساتھ جاری رہنی چاہیئے،اس تحریک کو جاری رکھنا ہندوستان ہرباشندے چاہے انکا مذہب کچھ بھی ہو ہرایک کا فرض منصبی ہے اور وقت کی اہم ترین ضرورت بھی۔بھارت جو آزاد ہوا اس میں تقریباً دوسال کا ایک طویل عرصے کے بعد ہمکو آزادی ملی تھی لیکن افسوس پھر ہندوستانیوں کو غلام بنانے کی تیاری کی جاری ہے،اسلئے اس لمبی لڑائی کو لڑنے کے لئے عزم مصمم ضروری ہے،تب جاکر ضرور انشاءاللہ انقلاب آئے گا،شاید کسی شاعر نے انہی حالات کے لئے کہاہے کہ

یہ رات بہت تاریک صحیح،یہ رات بھیانک رات صحیح
اس رات کے سینے سے پیدا اک صبح درخشاں کرنی ہے

--------••••••✦✿✦••••••--------

شاہین کے حلقہ میں زاغوں کا درس پرواز۔۔۔

بقلم :- مولانا عبد المالک بلند شہری *

آج شاہین باغ میں انسانوں کا ایک جم غفیر جمع ہوگیا تھا ۔۔۔۔مغرب ہوتے ہوتے کالندی کنج کی وسیع و عریض سڑک اپنی تنگ دامنی پر شکوہ سنج نظر آئی ۔۔۔تاحد نظر لوگوں کا ایک سیل رواں نظر آرہا تھا ۔۔۔۔۔اسی نوے ہزار سے زیادہ کی تعداد کا تخمینہ لگایا گیا تھا ۔۔۔

۔انقلاب زندہ آباد ،ہندوستان زندہ آباد، این آر سی منظور نہیں منظور نہیں ۔۔۔سی اے اے منظور نہیں منظور نہیں کے فلک شگاف نعروں سے فضائے گردوں تھرا رہی تھی ۔۔ملک و ملت کے متوالوں کے جذبہ عمل، قوت للکار اور ولولہ انگیز سلوگنس سے آسمان بھی لرزتا ہوا محسوس ہورہا تھا ۔۔ترنگوں کے ظاہری حسن و باطنی جمال نے ماحول کو انتہائی حسین اور منظر کو خوشگوار بنادیا تھا ۔۔۔ترنگا اپنی تمام تر رعنائی و زیبائی ، دلکشی و دلآویزی کے ساتھ مجمع پر سایہ فگن تھا ۔۔۔۔لوگوں کے عزم و حوصلہ ، جرات رندانہ و اقدام مجاہدانہ سے بالکل ایسا محسوس ہورہا تھا جنگ آزادی سے ماقبل کا دور ہے اور ملک میں خلافت کے پرشور ہنگاموں سے ایک معرکہ بپاہے ۔۔۔

متعلم :- ندوۃ العلماء لکھنؤ

سر فروشی کے تمنا اور تختہ دار پر لٹک کر ملک کو بچانے کی آرزو ، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کا تہیہ ، سود و زیاں کے ہر طرح کے خطروں و اندیشوں سے بے پرواہ ہو کر نوجوان طبقہ اور نئی نسل تاریخ ہند میں حیرت انگیز تاریخ رقم کر رہی تھی ۔۔۔

مجھے شاہین باغ میں رہتے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔سترہ اٹھارہ سال بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ۔۔۔پورا بچپنا اسی کی گلیوں میں کھیلتے کودتے گزرا ہے۔۔شعور کے دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ہی ہم نے شاہین باغ کے شاہینی آشیانہ میں ڈیرہ ڈال دیا تھا ۔۔اس مدت مدید کے درمیان ہزاروں الٹ پھیر دیکھے ۔۔گردش ایام نے نت نئے مناظر اور تجربات سے روشناس کرایا ۔۔ لاتعداد بار کالندی کنج جانے کا موقع ملا ۔۔انگنت بار گلستان جامعہ کے لالہ زاروں سے گزرنا ہوا۔۔لیکن خدا گواہ ہے کبھی اس مٹی کی عظمت مستورہ کا ادراک نہ ہوا، ۔کبھی یہاں کا باشندہ ہونے پر فخر کا احساس نہ کیا۔۔۔۔۔

لیکن اب وقت بدل چکا ہے ۔حالات تبدیل ہوگئے ہیں۔۔شاہین باغ گوشہ خمول سے نکل کر عزت و عظمت کی چوٹی پر جلوہ بار ہوچکا ہے ۔۔اس کی شہرت و سمعت کا طائر حدود و ثغور سے گزر کر آسمان کی پہنائیوں میں گم ہوچکا ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔بلند شہر کی بلندی و رفعت اس کے سامنے سرنگوں ہوچکی ہے ۔۔

ان دنوں شاہین باغ کے شاہین صفت نوجوانوں نے جس طرح اپنا قائدانہ کردار کیا ہے، اپنی وطنی محبت ، طینی وابستگی اور ہندی پریم کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخی ہی نہیں تاریخ۔ساز ہے ۔۔ان نہتے مگر باہمت نوجوانوں نے پورے ملک میں اپنے جوش ، ولولہ ، ثبات قدمی اور بلند آہنگی سے ملت مرحومہ کے اندر حرکت و عمل کی روح پھونک دی ہے ۔۔

تاریخ میں اب تک ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ قائد نے قوم کی رہنمائی کی ہے لیکن حالات اب بالکل تبدیل ہو چکے ہیں ۔۔اب لوگ خود ہی اپنی رہنمائی کررہے ہیں ۔۔بلکہ جامعہ و شاہین باغ کے بھٹکے ہوئے آہووں نے راہ یاب شیروں کی رہنمائی کرنا شروع کردیا ہے ۔۔

شاہین باغ کے سپوتو ۔۔شاہین صفت جانبازوں ۔۔

مبارک ہو ۔۔۔۔تم پر آفریں ہو ۔۔تم نے وطن کی مٹی کا قرض اتار دیا ، تم ملک کو بچانے کی حتی الوسع کوشش کرچکے ، تم نے مقدور بھر کوشش کرکے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے ۔۔۔تمہاری قربانیوں ،جاں نثاریوں ، محنتوں ، جانفشانیوں کی گواہی پورا ملک ہی نہیں پوری دنیا دینے لگی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے آگے بڑھ کر قوم کی قیادت کیا شروع کی ۔۔ قوم تمہارے پیچھے چلنے کے لئے بے چین ہوگئی ۔۔ملت کے اساطین تم سے وابستہ ہونے میں فخر محسوس کرنے لگے۔۔۔سیاسی و نیم۔سیاسی دگج تمہارے اسٹیج ہر آنے لے لئے ترسنے لگے ۔۔سب ہی تم کو قریب سے دیکھنے کے لئے بے کل ہیں ۔۔تمہارے ان جرات مندانہ کارناموں کی بنا پر تمہاری پیشانی چومنی چاہیئے ۔۔تمہارے حوصلہ کی داد دینی چاہیئے ۔ تمہارے آہنی جذبہ کی قدر کرنی چاہیئے ۔۔۔تم سرخرو ہوچکے ہو ۔۔۔تمہاری آواز ہر جگہ سنی جارہی یے ۔۔ہر جگہ تمہارا ہی چرچا ہے ۔۔تمہارا ہی تذکرہ ہے ۔۔۔

لیکن میرے دوستو، میرے نوجوانو ، میری بہنو ۔ تمہیں اب محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔چوکنا رہنے کی احتیاج ہے ۔۔تمہارے اردگرد کریڈٹ کے بھوکوں نے چکر لگانے شروع کردئے ہیں ، تمہارے اطراف میں شہرت و عزت کے بھوکے منڈلانے لگے ہیں، اپنے نجی مقاصد اور ذاتی مفادات کے لئے تمہارے ہاں تک رسائی بنانی شروع کردی ہے۔۔۔۔۔۔

خدارا ۔۔ایسے لوگوں سے سخت چوکنا رہیۓ ۔۔۔بالکل محتاط رہیۓ ۔ان کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیجیۓ ۔۔یہ ملت کے بھیڑیے ہیں جو تمہارے بچوں اور بھائیوں کے خون کی پاکیزہ خوشبو محسوس کرکے اپنے مذموم مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے تمہارے

پاس آگئے ہیں۔۔۔یہ تمہاری لاشوں سے گزر کر اپنے محل بنائیں گے اور اپنی خوئے غداری سے تمہیں لاچار و قلاش بناکر ، تمہاری تحریک کو سبوتاژ کرکے چھوڑیں گے ۔۔ در حقیقت سنگھیوں سے زیادہ یہ ہمارے لئے نقصان دہ اور موجب ضرر ہیں ۔۔۔ان کا آنا اور تحریک میں شریک ہونا ، فرنٹ پر رہنا ہنی کارک ہے ۔۔

ان کی اتنی اوقات نہیں کہ یہ آپ سے خطاب کریں۔۔۔۔آپ سے مخاطب ہونے کے لئے ان کے پاس مطلوبہ صلاحیت نہیں ہے۔۔زاغوں کے ذریعہ شاہینوں کو درس پروازی دینا حماقت ہے ۔۔۔گیدڑ کے ذریعہ شیروں کو شجاعت کا سبق پڑھانا ایک بھدا مزاق ہے۔ ۔۔ذرا بتلایئے جن کا ضمیر خود مردہ اور شعور بے حس ہو وہ تمہیں کیسے تازگی و احساس کی دولت فراہم کرسکتے ہیں۔۔۔۔

روح کی بالیدگی ، جسم کی توانائی ، فکر کی پختگی ، عزم کی تازگی کا عطیہ بیش بہا عطا کرنے کے لئے یہ لوگ غیر موزوں ہیں ۔۔ان کے زیر علم آنے میں آپ کی توہین ہے۔۔ان کے پیچھے چلنے میں تمہاری سبکی ہے

جن خبیث لوگوں اور زہریلے انسانوں نے ہر موقع پر ظلم کا ساتھ دیا ، ہر موڑ پر ظالوں کی حمایت کی ، در پردہ سنگھیوں کو تقویت پہونچائی آج وہ ملت کے تئیں ہمدرد

و امت کے تعلق سے متفکر نظر آنے لگے ہیں ۔ان کے رویہ سے دھوکہ مت کھایئے ۔ یہ ان کی دیرینہ عادت ہے ۔۔فراڈ اور فریب ان کی سرشت میں داخل۔ہے ۔۔ہوس و جہالت سے ان کا خمیر گوندھا گیا ہے ۔۔۔۔یہ لوگ بے ضمیری اور مردہ دلی کی بدترین علامت ہیں ۔۔

آپ لوگ بس ہوشیار رہئے ۔۔اب امتحان کا وقت شروع یوچکا یے ۔۔آپ لوگوں کے لئے یہ انتہائی نازک وقت ہے ۔۔ ۔۔۔سب کی نگاہیں آپ پر لگی ہوئی ہیں ۔۔قوم دیکھ رہی ہے کہ آپ دانائی و بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مفادپرستوں کو ان کے ناپاک منصوبوں میں ناکام بناتے ہیں یا پھر جوش و جذبات میں بہہ کر اپنی قربانیوں کو اکارت کرتے ہیں ۔۔۔۔۔اگر آپ نے ہوش مندی و دانائی اور دور اندیشی و حالات شناسی کا مظاہرہ نہیں کیا تو پھر سمجھ لیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔ . . .

ع ۔ تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں ۔۔

خدا تمہاری ہر طرح سے اعانت ،مدد و حمایت فرمائے ،اپنی نصرت خاصہ سے سرفراز فرمائے اور سارے عالم سے بالعموم اور وطن سے بالخصوص بدعنوانی ، ظلم،کرپشن ختم کرکے ہر طرف امن و امان قائم فرمائے ۔۔آمین

عبدالمالک بلندشہری
شاہین باغ جامعہ نگر نئی دہلی
12 جنوری 2020 بروز یکشنبہ

لمحہ فکریہ

بقلم :- مولانا محمد رضوان اعظمی

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمدہ اور عجیب بات ارشاد فرمائی: کہ

بےچارہ انسان دشمن کے ہرانے سے پہلے خود سے ہار جاتا ہے۔۔۔ **غور کرو**

اگر ایک آدمی دشمن سے مقابلہ کے لئے سفر شروع کرے. پس اس کی زرہ اسے بوجھ معلوم ہو اور اسے اتار دے. اس کی تلوار گراں بار کرے تو اسے بھی پھینک دے.

کھانے پینے کا سامان وزنی لگے پس اسے چھوڑ دے.

پھر اپنے دشمن سے اس حال میں مقابل ہو کہ وہ نہتہ, غیر مسلح اور بھوکا ہو.

بھلا وہ میدان کہاں جیت سکتا ہے ؟؟؟؟؟

یہی حال ہے اس شخص کا جس کو ذکر شاق گزرا, اس نے ذکر چھوڑ دیا.

سنن مؤکدہ مشکل لگیں,, ان میں کوتاہی کرنے لگا.

وقت پر فرائض ادا کرنا دشوار ہوا, تو مؤخر کرنے لگا.

احکام شرعیہ بوجھ لگنے لگے, پس ان کی بے وقعتی کرنے لگا.....

پھر وہ اپنی بدحالی, پریشان زندگی اور دل پر شیطانی غلبہ کی شکایت کرتا ہے...... !!!!!!

بےچارہ انسان دشمن کے ہرانے سے پہلے خود سے ہار جاتا ہے۔۔۔۔ **عربی سے ترجمہ**

دہلی کا کتاب میلہ

بقلم :- مولانا محمد انوار خان قاسمی بستوی

تین روز قبل دہلی کے کتاب میلہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ دیوبند سے ہمارے ساتھ اس گروہ میں مولانا عمران اللہ قاسمی، استاذ دار العلوم دیوبند، مولانا محمد اللہ قاسمی، شعبۂ انٹرنیٹ دارالعلوم دیوبند، مولانا صداقت قاسمی، شعبۂ رد عیسائیت دار العلوم، دیوبند، اور دہلی جمعیت سے مولانا عبد الملک قاسمی رسولپوری وغیرہ بھی تھے۔ ماشاء اللہ ہمارا یہ کتابی سفر کافی دلچسپ رہا۔ بہت سے اسٹالوں پر کتابوں کی قیمتیں کافی معقول اور مناسب لگیں۔ کچھ نادر ونایاب کتابیں بھی میلے میں دستیاب تھیں جو عمومی مکتبات پر نظر نہیں آتی ہیں۔ ایشیٹک سوسائٹی آف بنگال کی جانب سے مغلیہ سلاطین کی تاریخ سے متعلق انگریزی کتابوں کا حیرت انگیز ذخیرہ موجود تھا، الحمد للہ اکثر کتابیں اس حقیر نے خرید لیں۔ اسی طرح سے اردو اکادمی، این سی پی یو ایل، مغربی بنگال اردو اکادمی، ساہتیہ اکادمی وغیرہ کے اسٹالوں پر نہایت اعلی تاریخی، فکری اور ادبی کتابیں دستیاب ہیں۔

البتہ شکوہ اس بات کا رہا کہ پورے میلے میں عربی کتابوں کے اسٹالز نظر نہیں آئے،

ایک دو نظر بھی آئے تو ان کے پاس دو چار کتابوں کے علاوہ کوئی خاص ذخیرہ نہیں تھا۔ عالم عربی مثلا سعودی عربیہ، عمان، بحرین، متحدہ عرب امارات اور مصر وغیرہ کی جانب سے بہت سے اسٹالز نصب کیے گئے تھے؛ لیکن ان کے پاس فروخت کے لیے کتابیں نہیں تھیں۔ شاید ان کا مقصد ثقافتی اور تہذیبی نمائش کے سوا کچھ نہ تھا۔
چنانچہ ان اسٹالوں میں کچھ ملکی معلومات اور سیر وسیاحت کے دستی کتابچوں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

آج میلے کا آخری دن ہے، علم دوست احباب اس میلے سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ بہتر ہوگا کہ اس کتاب میلے میں علماء کے ایک گروہ کے ساتھ جائیں خاص طور پر ایسے علماء جو کتابوں کا دقیق علم اور نفیس ذوق رکھتے ہوں۔ کتابیں لاکھوں میں ہوتی ہیں؛ لیکن کون سی کتاب خریدنی چاہیے اور کون سی کتاب ہمارے لیے زیادہ مفید اور موزوں ہے یہ ایک مستقل فن ہے۔ ہر ایک کو ان چیزوں کا تجربہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ میلہ اب سے چند گھنٹوں کے لیے ہے، یعنی آج شام کے بعد اسٹالز بند ہونے شروع ہوجائیں گے، اور پھر ایک سال کا انتظار کرنا ہوگا۔
تَمَتَّعْ مِنْ شَمِيمِ عَرَارِ نَجْدٍ * فَمَا بَعْدَ العَشِيَّةِ * مِنْ عَرَارِ

محمد انوار خان قاسمی بستوی

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے

بقلم :- مفتی شرف الدین عظیم قاسمی الاعظمی *

فسطائی طاقتوں کے ظالمانہ قانون کے خلاف ملک کے طول وعرض میں احتجاج کی لہریں جس قدر شدت اختیار کرتی جارہی ہیں، آزادی کی چنگاریاں جس طرح شعلوں میں بدل رہی ہیں، آمریت کے خلاف انقلابی آواز میں جیسے جیسے اضافہ ہوتا جارہا ہے اسی قدر انسانیت کی روح سے ناآشنا اور موت کے سوداگر اقتدار کی بے حسی بھی بڑھتی جارہی ہے ، فرقہ وارانہ نظریات اور نسل پرستی کی جو پلاننگ مدتوں پہلے کی گئی تھی اسے عملی جامہ پہنانے کی اس قدر جلدی ہے'اور اس معاملے میں وہ اس قدر اندھی ہوچکی ہے'کہ نہ اسے ملک کی سالمیت کا خیال ہے نہ انسانیت کی پروا۔نہ اسے وطن کی تباہی کا احساس ہے'اور نہ ہی تار تار ہوتی جمہوریت اور آئین کی فکر،یہی وجہ سے کہ اس نے نسل کشی کرنے والے، انصاف وعدالت کا خون کرنے والے، مساوات ورواداری کے گلستاں کو تہ و بالا کرنے والے ایک غیر انسانی اور غیر قانونی خود ساختہ قانون کی تکمیل کے لیے اس نے پورے ملک کو آگ کے شعلوں میں جھونک دیا ہے'، عوام اضطراب کا شکار ہے'، اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء وطالبات شریانوں کو منجمد کرنے والی سرد راتوں میں گھروں سے نکل کر دہلی کی شاہراہوں پر

---

* امام وخطیب مسجد انوار ممبئی

تقریبا ایک مہینے سے جمے ہیں، ملک تباہی کے دہانے پر ہے ،انگریزی استعماریت برہمنی روپ اور نازی ازم کی صورت میں پورے ملک کو نگل لینے کے لئے بے تاب ہے''، قوم کے وہ نوجوان اور قوم کی وہ بیٹیاں جنھوں نے قرطاس و قلم اور درسگاہوں میں اسٹدی اور ریڈنگ کے ذریعے سنہرے مستقبل کا خواب دیکھا تھا انھوں نے سڑکوں پر قوم کے تحفظ اور آزادی کے لئے اپنی راحت وآرام اور مستقبل کو قربان کردیا ہے'،کرب وآلام سے پورا ملک سسک رہا ہے'، معیشت زیر وزبر ہوکر رہ گئی ہے، باوجود اس کے حکمران وقت کو طاقت کا اس قدر نشہ ہے'کہ اس نے سیٹیزن شپ امینڈمنٹ ایکٹ کے نفاذ کا اعلان کردیا ہے'،اس عمل سے اس نے ثابت کردیا ہے'کہ اس کے وجود کی دنیا میں انسانیت،رواداری ،اخوت ومساوات اور انصاف وعدالت کی کوئی اہمیت ہے'نہ ہی آئین ودستور اور جمہوریت اور سیکولرازم کی کوئی حیثیت،

بے حسی کی انتہا یہ ہے کہ چند روز قبل وزیر داخلہ نے یہ اعلان بھی کیا ہے'کہ ہم اپنی خود ساختہ پالیسی سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹیں گے،ان کی یہ ہٹ دھرمی ، انسانیت سوزی کا یہ کردار اور انا پرستی کا یہ عمل بتارہا ہے کہ حصول اقتدار کے لیے ان کی تمام جد وجہد، منصوبہ بند پلاننگ، میڈیا پر قبضہ ،پروپیگنڈوں کا طوفان نہ تو ملک کی تعمیر وترقی کی خاطر تھا اور نہ ہی اس کی حفاظت ان کا مقصد ، ان کا ہدف صرف اور صرف مخصوص مائنارٹی اور خاص اقلیتی قوم یعنی مسلمانوں کی نسل کشی اور ملک کو

ہند راشٹر بنانا تھا،اس ہدف کے لئے انھوں نے ہر وہ غیر دستوری حربے استعمال کیے جو ان کے مقصد کی تکمیل میں معاون ہوں،اسی حربے کی ایک کڑی یہ بھی ہے'کہ سلگتے ماحول، لہو رنگ فضاؤں اور جلتے ہوئے حالات اور حقوق وآئین کے تحفظ کے لئے بلند ہونے والے نعروں فریادوں، احتجاجوں کے درمیان ملک کی ملٹری کے دستور اور ساٹھ سال کی روایات کو بھی توڑ ڈالا،
آئین کے مطابق نیشنل فوج میں تین شعبے ہیں اور تینوں کے سربراہ الگ الگ ہوا کرتے تھے اور تینوں جنرل صدر جمہوریہ کو جواب دہ ہوتے تھے اب اس روایت کے خلاف بدنیت اور فسطائی حکومت نے اپنے مزاج اور نظرئے کے حامل ایک فرد کو فوج کے تمام شعبوں کا سربراہ بنا کر نسل کشی کے راستوں کو مزید ہموار کر دیا ہے'، تاکہ ملک میں ایمرجنسی نافذ کرکے غارت گری کا بازار گرم کیا جاسکے، یہ صورت حال کس قدر تشویشناک اور کس قدر خطرناک ہے'اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔۔

مگر قیامت یہ ہے'کہ اب بھی قوم مسلم کی قیادت اس حوالے سے سنجیدہ نظر نہیں آتی، نہ ہی وہ نوشتہ دیوار کو پڑھنے کی ضرورت محسوس کررہی ہے'،اقتدار کے فسطائی چہروں سے پروپیگنڈوں کا نقاب اترنے کے باوجود اور اس کے انتہا پسندانہ نظریات اور ظالمانہ کردار واضح ہونے کے باوجود بھی اب تک وہ کسی مضبوط لائحہ عمل پر نہ تو پہونچی ہے'اور نہ ہی اس کی طرف سے اس سلسلے میں وقت کے مطابق کوئی ٹھوس

منصوبہ بندی ہے'اس کی مثال 10 / جنوری کو دہلی جمعیت علمائے ہند کے دفتر میں تمام ملی تنظیموں کی میٹینگ اور اس کے نتائج ہیں'، قوم کے لئے یہ خوش آئند بات تھی کہ دیر سے ہی سہی قوم کے قائدین کی یہ بیٹھک ضرور پلاننگ کے حوالے سے کسی ٹھوس حکمت عملی پر پہونچے گی، مگر جب اس کے نتائج سامنے آئے تو تمام حوصلوں پر مایوسیوں کی اوس پڑ گئی، خوش فہمیوں کے آفتاب کو جیسے گہن لگ گیا،

مصلحت کی چادریں جب قیادت کی کائینات پر دراز ہو جاتی ہیں'، تو قائدانہ صلاحیتوں پر زنگ لگ جاتے ہیں'، زمانے کے تقاضے اور ماحول کی کج ادائی حتی کہ تباہیوں کے طوفانوں میں بھی غفلتوں کا فسوں چاک نہیں ہوپاتا ہے'، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت قیادت کی صورت حال کچھ ایسی ہی ہے'، کیسی مضحکہ خیز اور حیرت کی بات ہے'کہ جس اقتدار کی پیشانیاں دہلی میں ایک مہینے کے مسلسل احتجاج سے شکن آلود نہ ہوسکیں، جس آمریت کے پاؤں میں پورے ملک میں اٹھنے والے فلک شگاف مخالف نعروں سے ارتعاش پیدا نہ ہوسکا، وہ بند ہال میں صرف مذمتی قراردوں اور اظہار افسوس کی تجویزوں اور کسی حویلی کے دروازوں پر فقیروں کی طرح صدائے فریاد سے کیونکر متاثر ہوگی،

اگر اس مجلس کا صرف اتنا ہی مقصد تھا کہ حکومت وقت کے ظالمانہ کرداروں پر

اظہار افسوس کیا جائے اس کی سفاکیت اور غیر قانونی عمل کی مذمت کر دی جائے تو یہ چیز احتجاج کے اول روز سے بے شمار رہنماؤں کی طرف سے ظاہر ہورہی ہے'، مگر ہر فرد یہ جانتا ہے کہ موجودہ حالات میں نہ اس کا کوئی اثر ہے'نہ ہی کوئی فائدہ،یہ طرزِ عمل ان ممالک کے لئے ہے'جہاں حکومتیں اپنی عوام کے تحفظ کے لیے اس کے حقوق کے لیے وجود میں آتی ہیں'،جہاں سرے سے ان چیزوں کا تصور ہی نہ ہو وہاں اس کی کیا اہمیت ہے،

کرب واضطراب میں ڈوبی ہوئی قوم اس آس وامید نہیں،بلکہ یقین کی دنیا میں تھی کہ قیادت ذمہدارانہ فرض کے ذریعے ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحلوں سے ہمکنار کرنے کا کردار ادا کرے گی، ملت منتظر تھی کہ مضبوط اور مستحکم منصوبہ بندی سامنے آئے گی مگر افسوس ایسا کچھ نہ ہوسکا، ملی قیادتیں بصیرت مندانہ اور مجاہدانہ نگاہوں سے دیکھتیں تو انہیں نظر آتا کہ قوم ووطن کی سالمیت کے راستے مسدود نہیں ہیں آزادی وطن اور فسطائیت سے حفاظت کی وادیاں خار زار ضرور ہیں سنگلاخ اگرچہ ہیں۔

لیکن عزم وہمت کے کوہ گراں کے آگے ان کی حیثیت گرد راہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ہیں، کاش وہ فراست کی نظروں سے دیکھتیں تو انہیں تاریکیوں میں سابق وزیر خارجہ یشونت سنہا کی قیادت نظر آتی اور اس سے ساتھ اتحاد کا راستہ نظر آتا،

اور وہ اس سے ملکر اس کی قیادت میں احتجاج کا علم بلند کرتیں جس طرح شیخ الاسلام اور شیخ الہند نے گاندھی کی قیادت میں آزادی وطن کی منزل حاصل کی تھی، ملیہ اسلامیہ اور جے این یو کے طلباء وطالبات کے مظاہروں میں جاکر ان کی حوصلہ افزائی کرتیں جس طرح مولانا سجاد نعمانی نے بیماری کے باوجود ان کے پاس جاکر حوصلوں کی دنیا انہیں عطا کی ہے'،

انہیں چاہیئے تھا کہ وفد کی صورت میں متحدہ ہوکر سکھ مائنارٹی کے پاس جاتیں اور ان کے اتحاد سے مضبوط لائحہ عمل مرتب کرتیں، قوم کی دوسری سیاسی اور سماجی تنظیموں کو دعوت دینے ،انہیں ناگفتہ بہ حالات سے آگاہ کرکے ان کے ساتھ جھد مسلسل کا اعلان کرتیں،اس کاز کے لئے اور قوم کی سالمیت کے لئے ان کے اتحاد کے ساتھ منصوبہ بندی کرتیں، بلا تفریق مذہب وملت قوم کھڑی ہے'منتظر ہے'ساتھ دینے کو تیار ہے' غفلت ہماری طرف سے ہے'،ہمارے وجود کا سمندر ابھی تک انجماد آشنا ہے'، قوم سوال کررہی ہے'کہ وہ کون سی مصلحت ہے'جس نے ایسی نازک صورتحال میں بھی پاؤں میں زنجیریں پہنائی ہوئی ہے'،ہنگامہ داروگیر کے اس خطرناک لمحے سے زیادہ اب اور کون سا برا وقت آئے گا جس کے انتظار میں ملی سیاسی قیادتوں نے اپنی عزیمت، اپنی جد و جہد،اپنی سرگرمیوں،اور اپنے سرفروشانہ کرداروں کو پس پشت ڈال رکھا ہے'۔۔

تدریس و تعلیم کی دانشگاہوں کے نوجوانان قوم کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور ان کی تن تنہا
بے لوث قربانیوں کے تناظر میں
امت کے اصحاب حل وعقد کے اس مایوس کن طرز عمل کو دیکھ کر مضطرب زبان
خلق اس کے سوا اور کیا کہ سکتی ہے'۔کا

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے : سجادان تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

انقلاب و انقلاب

بقلم :- مولٰناحبیب الاعظمی فاضل دیوبند

دیکھو دیکھو آرہا ہے انقلاب و انقلاب
دل کو اب گرمارہا ہے انقلاب و انقلاب

ہر طرف ہے، ہر جگہ ہے اب "صدائے جامعہ"
ملک بھر میں چھارہا ہے انقلاب و انقلاب

نوجواں ہوں، پیر و زَن ہوں یا کہ ہوں بچّے بڑے
سب کے دل کو بھارہا ہے انقلاب و انقلاب

لمحہ لمحہ بڑھ رہی ہے آتشِ حُبّ وطن
ہر کوئی دِکھلارہا ہے انقلاب و انقلاب

ہاں وہی پھر انقلابِ ہند جو پہلے ہوا
وقت پھر سے لارہا ہے انقلاب و انقلاب

نعرہائے حُرّیّت سے گونج اُٹّھی ہے فضا
چپّہ چپّہ گارہا ہے انقلاب و انقلاب

کہ رہا ہے یہ *حبیبِ اَعظمی*, اہلِ وطن!
دیکھو دیکھو آرہا ہے انقلاب و انقلاب

....

انقلاب زندہ باد
اتحاد زندہ باد
ہندوستان زندہ باد

....

نتیجہ فکر : حبیب اعظمی
کاشانہ رحمت ابراہیم پور اعظم گڑھ (یوپی)
20/ جنوری 2020ء سوموار

□■□■□■

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ضیافت

بقلم :- مولنا محمد اکرم خان قاسمی*

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں؛ آپ اللہ کے نبی بھی ہیں اور اللہ نے آپ کو بادشاہت بھی عطاء کی تھی حضرت داؤد علیہ السلام آپ کے والد ہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام ہی نے بیت المقدس کی تعمیر کروائی تھی جو مسلمانوں کا قبلۂ اول بھی ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات سفر کے دوران یہاں ٹھہرے تھے اور تمام انبیاء کی امامت بھی کی تھی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاء بھی کہا جاتا ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ خواہش تھی کہ تمام مخلوقات کی دعوت کریں آپ نے اللہ سے التجا کی کہ اے رب کائنات میں آپ کی تمام مخلوقات کی ایک مہینے تک دعوت کرنا چاہتا ہوں؛ اللہ نے وحی بھیجی کہ تو اس پر ہر گز قدرت نہیں رکھتا سلیمان علیہ السلام نے کہا یاالٰہی ایک ہفتہ تک جواب آیا تو اس پر بھی قدرت نہیں رکھتا سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کی اجازت مانگی ایک دن کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف مل گئی

---

* امام و خطیب مسجد عمر بن خطاب احمد نگر، شاہ گنج، جونپور

سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا بہت بڑا دستر خوان تیار کیا گیا دستر خوان کی مسافت طول عرض میں ایک ماہ سے زیادہ تھی کھانا تیار ہونے میں ایک سال آٹھ ماہ کا وقت لگ گیا؛ ہوا کو حکم تھا کہ چلتی رہے تا کہ کھانا خراب نہ ہو

سلیمان علیہ السلام ہوا کے دوش پر سوار ہو کر تمام انتظام دیکھتے رہے جب کھانا تیار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ خشکی کی مخلوقات سے شروع کرو گے یا بحری سے سلیمان علیہ السلام نے کہا یا رب العالمین بحری مخلوقات سے شروعات ہو گی تب اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کی ایک مچھلی کو بھیجا مچھلی نمودار ہوئی اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگی کہ مجھے میرے رب نے آپ کے پاس بھیجا ہے سنا ہے آپ نے تمام مخلوقات کی دعوت کی ہے مجھے بہت بھوک لگی ہے مجھے جلدی کھانا کھلائیں سلیمان علیہ السلام نے مچھلی سے کہا جاؤ جتنا کھانا کھانا ہو کھا لو مچھلی نے کھانا شروع کیا اور ایک ساعت میں سارا کھانا کھا گئی اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگی اور کھانا کھلائیں میرا پیٹ نہیں بھرا ہے؛

سلیمان علیہ السلام نے تعجب سے کہا اے مچھلی تو سارا کھانا کھا گئی اور ابھی تک تیرا پیٹ نہیں بھرا مچھلی نے کہا اے اللہ کے نبی میرا اللہ مجھے روز تین لقمہ کھلاتا ہے

ابھی میں نے صرف ایک ہی لقمہ کھانا کھایاہے آج میں آپ کی ضیافت میں بھوکی ہوں اور مخلوقات کا کیاحال ہو گا جب آپ کھلا نہیں سکتے تھے تو دعوت کیوں کی آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلی کی بات سن کر متعجب ہوئے: اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور کہاکہ یا رب العالمین تو ہی سب کی کفالت کرنے والا ہے اور تو ہی تمام مخلوقات کو رزق دینے والا ہے یہ کام اور کسی کے بس کا نہیں ہے

میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں

مختصر پر اثر

بقلم :- مولانا عبدالحمید نعمانی مدظلہ

بھارت کے سارے لوگ ہندو ہیں، محض ایک ادعا اور بے بنیاد بات ہے، اس کی بنیاد نہ دھرم ، مذہب میں ہے، نہ سماج میں نہ آئین و عرف میں، پورے معروف دور میں ہندو کمیونٹی بھی ہے اور دھرم بھی، آخر بھارت کے باشندوں کو ہندستانی یا ہندی ماننے کہنے میں دقت کیوں اور کیا ہے،؟

سنگھ کا نظریہ یہ ہے کہ ہندستان صرف ہندوؤں کا ہے، اس اعلان و دعوٰی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آر ایس ایس کا قیام عمل میں آیا ہے اور یہی اس کا مقصد ہے، ہندو، راشٹر ہے ، ہندوتو راشٹریتا (قومیت) اور راشٹر ہندو ہے،

یہ ڈاکٹر ہیڈگیوار کی واحد نایاب مجموعہ تقریر، راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ تتو اور بیوہار، سنگھ ، کیشو، سنگھ نرماتا ،از سی پی بھیشکر ، ڈاکٹر ہیڈگیوار ،ایک انوکھا نیترتو، از رمیش پتنگے وغیرہ میں موجود ہے، اس تعلق سے راقم سطور نے سنگھ بانی ڈاکٹر ہیڈگیوار میں حوالے سے بحث کی ہے، اور حوالے سنگھ کے حلقے کے لٹریچر، بیانات اور دستاویزات

کے ہیں، ، ایسی حالت میں بات صرف بھارت کے رہنے والے کو ہندو کہنے تک محدود نہیں رہ جاتی ہے، ہاں بھاگوت کے دعوے کے تناظر میں یہ سوال اہم اور قابل توجہ ہو جاتا ہے کہ اگر یہاں کے رہنے والے سب ہندو ہیں تو یہ تفریق اور بھید بھاؤ پر مبنی قانون کیوں؟

قدیم و جدید مباحث راقم سطور کی کئی کتابوں ، ہندو ازم، تعارف و مطالعہ ،ہندوتو ،اہداف ومسائل ،ہندوتو اور راشٹر واد ،ساورکر ،فکر و تحریک ،ایک مطالعہ میں موجود ہیں،

عبدالحمید نعمانی ، 28/1/2020

--------------••••••✦✿✦••••••--------------

اگر مگر کے بجائے بات صاف ہونی چاہئے

بقلم :- حافظ محمد خطیب اعظمی

سعودی عرب میں پہلے قرآن پاک کا اردو ترجمہ مولانا شبیر احمد عثمانی رح کا کیا ہوا چھپتا تھا لیکن سورہ فاتحہ کی آخری آیت کے ترجمہ کا مطلب کچھ لوگوں نے یہاں کی انتظامیہ کو کچھ اور بتادیا جس سے نہ صرف اس ترجمے کی فی الفور اشاعت روک دی گئی بلکہ یہاں کی تمام لائبریری مکتبات اور حرمین شریفین اور دیگر مساجد سے بھی تمام نسخوں کو آنا" فانا" غائب کردیا گیا اور آجتک یہاں کے ادارہ شوءن الدینیہ کو کوئی نہیں سمجھا پایا کہ ترجمہ بالکل صحیح اور مترجم ایک مستند عالم دین گزرے ہیں.

اسوقت سے لیکر آجتک مولانا جونا گڑھی کا ترجمہ شائع کیا جارہاہے جس میں پہلے ہی صفحہ پر بغیر کسی وضاحت کے لکھا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں ہوتی.

جب ایک عام آدمی اسے پڑھتا ہے تو کہتا ہے دیکھو قرآن میں تو لکھا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں ہوتی. اسے یہ بالکل پتہ نہیں کب پڑھنا ہے اور کب نہیں پڑھنا ہے.

یہ ایک مثال ہے. جو مولانا ارشد مدنی دامت برکاتہم کے حالیہ بیان کے تناظر میں پیش کی گئی ہے.

کبھی کچھ باتوں کا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے لیکن وقت اور حالات کے بدلتے دھارے میں اسکا مطلب کچھ اور اخذ ہوجاتا ہے.

اسلئے اگر مگر کے بجائے بات صاف صاف ہونی چاہیئے تاکہ کسی کو غلط فہمی میں مبتلا ہونے یا غلط فہمی پھیلانے کا موقع ہی نہ ملے.

ہندوستان کے مسلمان ہندی یا ہندو

بقلم:- مولانا فضیل احمد ناصری القاسمی

اس بحث نے آج ایک بار پھر طول پکڑ لیا جو سال بھر قبل بھی بحث کا موضوع رہ چکا تھا۔ یعنی ہندوستانی مسلمان ہندی ہیں یا ہندو۔ اب تک ہم نے یہی سنا اور پڑھا تھا کہ نسبت کے لیے "ی" لگائی جاتی ہے، جیسے: قاسمی، ندوی، دیوبندی، شیعی، بریلوی، عربی اور عجمی وغیرہ۔ لیکن آر ایس ایس چیف موہن بھاگوت نے اچانک نئ منطق پیش کی اور نسبت کے لیے "واؤ" کے استعمال کی تحقیق پیش کرتے ہوئے کہا کہ میری نظر میں "ہندو" ہندوستانی کے معنٰی میں ہے۔ جس طرح ہندوستان کا ایک غیر مسلم ہندو کہلاتا ہے، اسی طرح یہاں کا مسلمان اور عیسائی بھی ہندو ہے۔

حضرت الاستاذ مولانا ارشد مدنی مدظلہ نے بنگلور کے یوم جمہوریہ پر منعقد اجلاس میں بھاگوت سے اپنی ملاقات کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہندو بمعنٰی ہندوستانی لیا ہے، لہٰذا مجھے اس پر کوئی اشکال نہیں۔ پھر مولانا نے حافظ شیرازی کے مشہور شعر سے استدلال کرتے ہوئے ان کی مزید تائید بھی کی۔ شعر یہ ہے:

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا ؛ بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگر وہ شیرازی محبوب ہمارے دل کو تھام لے، تو میں اسے اس کے حسین تل کے بدلے میں سمرقند اور بخارا بھی دے دوں گا۔

اس میں لفظ "ہندو" سے استدلال فرماتے ہوئے مولانا نے کہا کہ یہاں واؤ نسبتی ہے اور ہندو ہندوستانی کے معنٰی میں ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ استدلال درست نہیں، کیوں کہ یہاں ہندوستانیت کا مفہوم کہیں سے کہیں تک بھی مراد نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ ہندو کا معنٰی یا تو حسین ہے یا کالا۔ کالے تل کا حسن جگ ظاہر ہے۔ فرہنگ عامرہ میں ہندو کا معنٰی "تل" بتایا گیا ہے۔ لغات کشوری میں اگرچہ ہندو کو ہندی کے معنٰی میں بتایا گیا ہے، مگر اس کی تائید کہیں سے بھی نہیں ہوتی۔ واؤ نسبتی عربی، فارسی، اردو اور ہندی میں کہیں بھی مستعمل نہیں ہے۔

ہندوستانیوں کے لیے "ہندی" کا استعمال بہت قدیم ہے۔ پنجاب کے بھٹنڈہ میں مدفون بابا رتن کے ساتھ ہندی کا لفظ اس قدر چسپاں ہے کہ اس کے بغیر نام ہی مکمل نہیں ہوتا۔ بہت سے ارباب تحقیق نے بابا رتن ہندی کو صحابیٔ رسول ﷺ بھی بتایا ہے۔ ہندوستان کی قومی زبان کو ملک کی طرف منسوب کر کے "ہندی" کہا جاتا ہے۔ نہ کہ ہندو۔

رہا موہن بھاگوت کا فلسفہ، تو وہ خالص سفسطہ پر مبنی ہے۔ یہ کھلا ہوا مغالطہ اور احلی فریبی ہے۔ ان کی نظر میں "ہندو" ہندوستانی کے معنٰی میں ہے ہی نہیں۔

یقین نہ آئے تو ان کا وہ بیان سن لیجیے، جس میں صاف صاف کہا ہے کہ ہندوستان کے سارے لوگ پہلے ہندو تھے، ہندو دھرم میں مورتی پوجا ہے تو جو لوگ اسلام لائے وہ اپنی سابقہ عادت سے مجبور ہو کر مورتی کے بجائے قبر کی پرستش میں لگ گئے۔ ہندو دھرم میں بھجن ہے تو مسلمان اپنے ہندوانہ ذوق کی تسکین کے لیے قوالی لے آئے۔ خلاصہ یہ کہ مسلمان خاندانی طور پر ہندو یعنی غیر مسلم ہیں، ان کے آبا و اجداد نے اسلام قبول کیا، اس لیے وہ مسلمان کہلاتے ہیں، ورنہ اپنے ماضی کے اعتبار سے یہ آج بھی ہندو ہیں۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ بھاگوت کے نزدیک بھی ہندو کا معنیٰ غیر مسلم ہی ہے، نہ کہ ہندوستانی۔

ہندو کا اطلاق غیر مسلموں کے ایک خاص طبقے پر ہوتا ہے۔ یہ ایک مذہبی لفظ ہے اور اس معنیٰ میں اس قدر متعارف و مستعمل کہ مخصوص غیر مسلموں کا علم بن چکا۔
ہندوستان میں لفظ "ہندو" مسلم کے مقابلے میں رائج ہے۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے اظہار کے لیے آج کل ملک کا ایک مشہور نعرہ ہے: ہندو، مسلم، سکھ عیسائی، آپس میں سب بھائی بھائی۔ اس سے بھی واضح ہے کہ ہندو کا واؤ نسبتی نہیں، عَلَمی ہے۔ ابھی حال ہی میں سی اے بی ترقی پا کر سی اے اے بن گیا۔ اس میں صاف ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں میں سے ہندو، سکھ، عیسائی، جین اور بودھ کو اس قانون کے تحت شہریت دی جائے گی۔

اس سے بھی واضح ہے کہ ہندو خاص قسم کے غیر مسلموں کا نام ہے، نہ کہ ہندوستان کا باشندہ کے معنیٰ میں۔ اس قانون کو آر ایس ایس کی زبردست حمایت بھی حاصل ہے۔

یہاں یہ بھی عرض ہے کہ اگر از روئے لغت بالفرض "ہندو" ہندوستانی کے معنیٰ میں ہو تو بھی مسلمانوں کے لیے ایسی نسبت کی گنجائش کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ لفظ غیر مسلموں کا ایک شعار بن چکا ہے، اسے اہل ایمان کے لیے کبھی جواز نہیں مل سکتا۔ اگر از روئے لغت معانی کا لحاظ کیا جائے تو ہر مسلمان پر کافر کا اطلاق درست ہو گا، کیوں کہ کافر کا معنیٰ انکار کرنے والا کے ہیں، اور ہر مسلمان کسی نہ کسی کا انکار تو کرتا ہی ہے، لیکن کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

اس لیے میری درخواست ہے کہ ہندوستانی باشندوں کے لیے ہندو کے لفظ سے بہر صورت بچا جائے، ورنہ سخت گناہ ہو گا۔

زعفرانی کرتا

بقلم :- ڈاکٹرارشد قاسمی صاحب

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اسکی تعلیمات فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہیں وہ زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائ کرتا ہے چنانچہ لباس کے متعلق بھی اسکی تعلیمات واضح ہیں لباس ساتر ہو ۔زیادہ چست نہ ہو کہ اعضاء کے نشیب و فراز ظاہر ہوں ۔

مردانہ لباس عورتوں سے، اور زنانہ مردوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔ کسی قوم کے خاص لباس سے مشابہ نہ ہو مرد خالص سرخ یاریشم سے بنے کپڑے نہ پہنیں اور انکا پایجامہ پینٹ لنگی یاجبہ ٹخنوں سے نیچے نہ ہو وغیرہ ۔۔۔۔

گذشتہ چند سالوں میں جب سے ہندوستان پر ایک خاص نظریۂ فکر و مخصوص شناخت کے لوگ برسرِاقتدار ہیں اور اپنی زعفرانی تہذیب ملک کی سیکولرپسند عوام پر تھوپناچاہتے ہیں اس کے لئے انھوں نے میڈیکل سائنس و ٹرانسپورٹ سسٹم تک میں اپنے فکری وثقافتی اثرات کا نقش قایم کرنے کی کوشش کی ہے سیاحتی مقامات کا عدمِ اندارج سڑکوں کے نام واسٹیشنوں کے نام میں تبدیلی اس کے واضح ثبوت ہیں ان حالات میں مسلم کمیونٹی کے نوجوانوں نے اپنے کرتہ کا کلر زعفرانی یا اس سے

ملتاجلتا کرکے اس فکر و تہذیبی شناخت کو انجانے طور پر تقویت دینے کی کوشش کی ہے یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ ہم نے اس معاملہ میں متاثرانہ و غلامانہ ذہنیت کا ثبوت دیا ہے اور حد اس وقت ہوجاتی ہے جب اپنی خالص اسلامی تقریبات و تہوار کے مواقع پر بھی کچھ نوجوان ایسے کپڑوں میں نظر آجاتے ہیں کاش ہم سمجھ سکتے کہ تہذیبی و نظریاتی و فکری کشمکش کی جنگ میں یہ چیزیں انتہائی اھمیت کی حامل ہوتی ہیں اور قوموں کی زندگی میں اسکے دور رس نتائج مرتب ہوتے ہیں ۔

شاید وہ وقت بھی تاریخ کی نظریں دیکھ لیں جب ایسے کلر حب الوطنی کے ثبوت کے لئے پیش کئے جانے لگیں اسلئے بھی بہت بیدار رہنے کی ضرورت ہے

مولانا واضح رشید ندوی علیہ الرحمہ ، وفات 16 جنوری 2020

بقلم :- مولانا حفظ الرحمن الاعظمی *

یاد کیا آیا مجھے ساقی وہ رند پارسا　،　جام و ساغر سب اسی کا تذکرہ کرنے لگے

{حفظ الرحمن الاعظمی}

آج سے ٹھیک ایک سال پہلے دبستان علم و ادب کی ایک معزز وموقر شخصیت ، صاحب فہم وبصیرت ، شہنشاہ علم و عمل ، خلوص وفا کے تاج محل ، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم ، ہند میں عربی صحافت کے ہفت اقلیم ، مولانا رابع حسنی ندوی کے شریک قافلہ سالار ، علی میاں ندوی کی آنکھوں کے قرار ، حسنیت کے کلاہ افتخار ، فرشتہ صفت عالم دین حضرت مولانا واضح رشید ندوی نے دنیا کی بہار فانی سے منہ موڑ کر عقبہ کی جاودانی کی طرف کوچ کیا تھا ۔ **انا للہ وانا الیہ رجعون**

صاحب " نزہۃ الخواطر " **مولانا عبدالحی حسنی علیہ الرحمہ** نے اپنی بڑی صاحبزادی " امۃ العزیز " کا عقد اپنے پھوپھی زاد بھائی " مولانا سید خلیل الدین صاحب " کے بیٹے " جناب سید رشید احمد صاحب " سے کیا ، مولانا سید خلیل الدین صاحب کو ＿＿＿ جو خاندان کی سب سے باوجاہت اور صاحب املاک فرد تھے ، اور جن کو قطب الارشاد " مولانا رشید احمد گنگوہی " علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف بھی حاصل تھا ＿＿＿

*** مدرسہ تحفیظ القرآن سکٹھی مبارک پور اعظم گڑھ**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور نام نامی سے ایسی عقیدت اور ربط تھا کہ وہ اپنے سب پوتوں کے نام آپ ﷺ کے نام پر ہی رکھنا چاہتے تھے ، چنانچہ اللہ تعالی نے " سیدہ امۃ العزیز " کو پانچ نرینہ اولاد عطا فرمائی تھی ، اور پانچوں کا نام محمد ہی تھا۔

1 _ سید محمد حسنی (سید محمود حسن)
2 _ مولانا سید محمد ثانی حسنی
3 _ سید محمد ثالث حسنی
4 _ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
5 _ مولانا سید محمد خامس حسنی ندوی (مولانا سید واضح رشید ندوی)

سید محمد ثالث کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا ، جب کہ بڑے صاحبزادے سید محمد حسنی عین عنفوان شباب میں داغ مفارقت دے گئے ، باقی تینوں نے اپنے علوم و معارف سے جہاں ایک طرف گلشنِ علم کی آبیاری کی ، وہیں دوسری طرف خاندانی روایت کو بھی چار چاند لگایا ۔

ولادت و تعلیم

حضرت مولانا واضح رشید ندوی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت 1932 میں دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی اتر پردیش کے اندر ہوئی ، ابتدائی تعلیم وہیں کے مکتب میں

حاصل کی ، پھر اعلی تعلیم کے لئے ندوۃالعلماء میں داخلہ لیا اور 1951 میں ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے انگریزی میں بی . اے . کی ڈگری حاصل کی ۔

ممتاز اساتذہ

ویسے تو وہ اکابر وسادات جن سے مولانا علیہ الرحمہ نے استفادہ کیا ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ، لیکن باقاعدہ جن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں سرفہرست " مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی ، مولانا ناظم ندوی ، مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی ، مولانا محبوب الرحمان ازہری ، مولانا عمران خان ازہری ، مولانا عبداللہ عباس ندوی ، مولانا اسباط ، مولانا سید ابو بکر ، مولانا سید عزیز الرحمن ، شیخ الحدیث حلیم عطا سلونی ، عبدالسمیع صدیقی ، احمد اعظمی ،اور اسحاق سندیلوی کے نام نامی اسم گرامی ہیں ۔

عملی زندگی کا آغاز

جس زمانے میں آپ علی گڑھ سے فارغ ہوئے وہ زمانہ گھر کی عسرت و تنگی کا تھا ، چنانچہ اپنے والدین کی خدمت و راحت کی ارادے سے آپ

"آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن دہلی" سے منسلک ہوگئے ، جہاں آپ نے کم و بیش 20 سال تک اپنی خدمات انجام دی ،اور اس کے مختلف مناصب پر فائز رہے ہے ،آپ کی تقرری ریڈیائی مواد کے ریڈر کے طور پر ہوئی ، پھر بہت ہی جلد پروگرام کو آرڈ ئینس کا معاون بنا دیا گیا، پھر غیر ملکی ریڈیو سے عربی پروگرام کو انگریزی زبان میں تلخیص کرنے کی ذمہ داری دی گئ ، کچھ سالوں تک اس عہدے پر فائز رہنے کے بعد آپ کہ شعبہ عربی کے صدر کا معاون بنا دیا گیا ، اور آخر میں شعبہ عربی کے مترجم اور اناؤنسر کا عہدہ آپ کے لے‌ے تفویض کیا گیا ۔

ترک ملازمت

سید احمد شہید کا خانوادہ جس نے ہمیشہ حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ظلم و ستم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہو ، جس کے سپوتوں نے عالم اسلام کے حاکموں کو بھی پند و نصیحت کرنا اپنا اولین فرض سمجھا ہو ، جس کے جیالوں نے مادیات کو ہمیشہ اپنی پاؤں کی ٹھوکر میں رکھا ہو ، یہ بات اس کے کسی فرد کو زیب نہیں دیتی کہ وہ مادی منفعت کے حصول کے لیے سرکاری ملازمت کو اپنا شیوہ بنائے ، اور پھر جب علمائے ربانیین اور مشائخ وقت کی صحبتوں نے دل کی دنیا آباد کر رکھی ہو تو یہ احساس اور بھی فزوں تر ہوجاتا ہے ،لہذا شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے مشورے پر آپ نے یک جنبش ہزاروں کے مشاہرے اور سینکڑوں قسم کے آرام کو تج دیا ، اور صبر و قناعت کا تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنے آپ کو ندوہ کی علمی فضاؤں کے سپرد کردیا ۔

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گزر گئے : جی چاہتا ہے نقش قدم چومتی چلیں

ندوۃ میں

بحیثیت استاذ 1973ء میں آپ ندوۃ العلماء تشریف لائے ، سب سے پہلے آپ کو ادبی مضامین کی تدریس کی ذمہ داری سونپی گئی ، پھر "المعہد العالی للدعوۃ والفکری الاسلامی" کے ڈائریکٹر بنائے گئے ، کچھ سالوں کے بعد آپ "کلیۃ اللغۃ العربیہ" کے عمید منتخب ہوئے ، اور اخیر میں "دارالعلوم ندوۃ العلماء" کے معتمد تعلیم ، اور تادم واپسیں اسی منصب جلیل پر فائز رہے۔

عربی زبان سے شغف

ویسے تو آپ اردو ، عربی اور انگریزی تینوں زبان کے ماہر ، اور ہر ایک میں اپنے ما فی الضمیر کی ادائیگی پر کامل قدرت رکھتے تھے ، مگر عربی زبان سے آپ کو خصوصی شغف تھا ، اور اس کی وجہ بھی ظاہر تھی کہ طالب علمی کا زمانہ ندوہ کی چہاردیواری میں گزرا جسے پورے برصغیر میں عربی زبان کا مربی کہا جاتا ہے ، پھر جب عملی میدان میں قدم رکھا تو وہاں بھی ہر جگہ عربی زبان ہی کی گونج سنائی دی ، پہلے ریڈیو اسٹیشن جہاں عرب ممالک کی خبروں پر تجزیہ و تبصرہ ، تلخیص و تمحیص روز مرہ کے

معمول میں شامل تھی ، اور پھر ندوہ جہاں ادبی مضامین کی تدریس ، کلیۃ اللغۃ العربیہ کی ذمہ داری ، الرائد اور البعث الاسلامی جیسے عالمی کے رسالوں کی ادارت ، ان تمام چیزوں نے آپ کی عربیت کے ذوق کو دوآتشہ کردیا ، یہی وجہ ہے کہ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے مسلم ادیبوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا ۔

تصنیفات

مفکر اسلام کے گھوارے میں پرورش پانے والا شخص قلم و قرطاس کا مجاہد نہ ہو ، تصنیف وتالیف اس کی سرشت میں داخل نہ ہو ، تجربات و مشاہدات اس کا انکار کر رہے ہیں ، اور پھر جب رفاقت نصف صدی سے زائد پر محیط ہو تو یہ کیوں کر ممکن ہوتا کہ " مولانا واضح رشید ندوی علیہ الرحمہ" اپنا رشتہ قلم وقرطاس سے استوار نہ کرتے ، آپ نے لکھا ، خوب لکھا ، زندگی بھر لکھا ، اور عربی، اردو دونوں زبانوں میں بے شمار کتابیں باقیات الصالحات کے طور پر چھوڑ کر ملک عدم کو روانہ ہوئے

اردو میں

محسن انسانیت ﷺ ، سلطان ٹیپو شہید ایک تاریخ ساز قائد شخصیت ، ۔مسئلۂ فلسطین ، ندوۃ العلماء ایک رہنما تعلیمی مرکز اور تحریک اصلاح و دعوت ، نظام تعلیم و تربیت

اندیشے، تقاضے اور حل ، اسلام مکمل نظام زندگی حدیث نبوی کی روشنی میں۔

عربی میں

أدب الصحوة الإسلامية ،الدعوة الإسلامية و مناهجها في الهند، حركة التعليم الإسلامي في الهند و تطور المنهج تاريخ الأدب العربي، العصر الجاهلي من صناعة الموت إلى صناعة القرارات نحو نظام عالمي جديد حركة رسالة الإنسانية الإمام أحمد بن عرفان الشهيد مصادر الأدب العربي أدب أهل القلوب المسحة الأدبية في كتابات الشيخ أبي الحسن علي الحسني الندوي الشيخ أبو الحسن قائدا حكيما مختصر الشمائل النبوية أعلام الأدب العربي الحديث

اردو سے عربی ترجمہ

فضائل القرآن الكريم للشيخ محمد زكريا الكاندهلوي فضائل الصلاة على النبي الكريم صلى الله عليه وسلم للشيخ محمد زكريا الكاندهلوي الدين و العلوم العقلية للشيخ عبد الباري الندوي

ہمارے مسائل اور ان کا حل

بقلم :- مفتی شاکر نثار المدنی *

مسئلہ نمبر 1
ہنڈی کا حکم

سوال :- مکرمی مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ ہنڈی کا کاروبار کیسا ہے ؟

المستفتی محمد انور داؤدی ایڈیٹر روشنی اعظم گڑھ

الجواب باسم الملہم للصدق والصواب :- ہنڈی یعنی رقم ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے پر اُجرت لینا در اصل اپنا حق محنت وصول کرنا ہے، اور اس کی قریبی نظیر حوالہ اور منی آرڈر کے ذریعہ رقموں کی ترسیل ہے، اس میں ابتلاء عام اور عرف عام کی وجہ سے جب معاملہ طے ہو اور نزاع کا خطرہ نہ ہو تو مفتیان کرام نے جواز کی گنجائش دی ہے؛ البتہ یہ معاملہ چونکہ سرکاری قانون کے خلاف ہے؛ اس لئے سرکاری قانون کی گرفت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے احتیاط کا پہلو اختیار کرناچاہئے۔ نیز اس میں قرض سے فائدہ اٹھانے کا شبہہ ہونے کی وجہ سے بعض اکابرین نے مکروہ بھی لکھا ہے. اس لیے بلا ضرورت شدیدہ احتیاط کرنا ہی بہتر ہے

تفصیل کے لیے دیکھیں اِمداد الفتاویٰ ۱۴۶/۳، فتاویٰ محمودیہ ۶۰۸/۱۶ ڈابھیل.

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: {اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَہْلِہَا}

[النساء: ۵۸]

وقال تعالیٰ: ولا تلقوا بایدیکم إلی التھلکۃ (البقرہ: ۱۹۵)

وفي(تکملۃ فتح الملھم ۵۱۴/۱) إن معظم الأوراق المالیۃ التي یتعامل بھا الناس الیوم حکم التعامل بھا حکم الحوالۃ.

وفي الھدایۃ: ولا یصح حتی تکون المنافع معلومۃ والأجرۃ معلومۃ، سواء کانت من المثلیات، أو من القیمیات، أو کانت منفعۃ أخری؛ لأن جھالتھا تفضي أیضًا إلی المنازعۃ، فیفسد العقد۔ (شرح المجلۃ ۲۵۴/۱)

ہذا ما ظھر لی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ محمد شاکر نثار المدنی غفرلہ

الثلاثاء 24/4/2018______8/8/1439

مسئلہ نمبر 2

حالت عدت میں سفر حج

سوال :- ایک بیٹے نے اپنا اور والدہ کا حج کا فارم بھرا تھا نام بھی آگیا لیکن والد کا انتقال ہوگیا ایسی صورت میں عدت مکمل نہ ہونے کی صورت میں کیا بیوہ حج کیلئے

جاسکتی ہے ؟؟؟ برائے کرم جلدی جواب دیں

المستفتی منصور احمد قاسمی پوٹریا جون پور

الجواب باسم الملہم للصدق والصواب :- عدت ختم ہونے سے قبل حج کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، چاہے عورت عمر دراز ہی کیوں نہ ہو۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ٦/ ۵۳۴)

ولا تخرج المرأة إلى الحج في عدة الطلاق أو الموت، وكذا لو وجبت العدة في الطريق في مصر من الأمصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لاتخرج من ذلک المصر مالم تنقض عدتها۔ (فتاوی قاضی خان مع الهندية، زکریا ١/ ٢٨٣، عالمگیری، زکریا قدیم ١/ ٢١٩، جدید ١/ ٢٨٢، ہکذا فی الشامي کراچی ٢/ ۴٦۵، زکریا ٣/ ۴٦۵)

فقط و اللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ العبد محمد شاکر نثار المدنی غفرلہ

الأحد 6/5/2018_____20/8/1439

مسئلہ نمبر 3
سعودی عرب میں تیس روزے مکمل کرنے کے بعد ہندوستان آمد

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سعودی میں 30 روزہ میرا ہو گیا اور میں انڈیا گیا اور وہاں ابھی رمضان کا مہینہ ہے تو ایسی صورت مجھے روزہ رکھنا یا نہیں۔۔۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی حافظ اَبو بکر اعظمی منجیرپٹی مقیم سعودی عرب

الجواب باسم الملہم للصدق والصواب :- جو آدمی دوردراز علاقہ سے کسی دوسرے علاقہ میں پہونچ جاتاہے، اس پر جہاں پہونچتا ہے وہاں کا حکم لاگو ہوجاتاہے، لہٰذا سعودی عرب سے کوئی شخص ۳۰ ر روزے رکھ کر ہندوستان آئے ، اورہندوستان میں ابھی ۲۸ یا ۲۹ ررو زے ہوئے ہوں ، تو ہندوستانیوں کی طرح اس پر بھی بقیہ روزے رکھنا لازم ہوجاتے ہیں ،لہٰذا اب ہندوستان میں جتنے دن رمضان کے باقی ہوں آپ پر اتنے روزے رکھنا ضروری ہیں

لو صـام رائي ہلال رمضـان وأکمـل العـدۃ لم یفطر إلا مع الإمام لقولہ علیـہ السـلام صومکم یوم تصومون وفطـر کم یوم تفطرون ۔ (شـامی، کتـاب الصوم ،

زکریا دیوبند ۳/۳۵۱، کراچی ۲/۳۸۴، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، دارالکتاب دیوبند/۶۵۱)

عن أبي ہریرۃ – رضی اللہ عنہ – أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی ہلال رمضان : إذا رأیتموہ فصوموا ، ثم إذا رأیتموہ فأفطروا فإن غم علیکم فأتموا ثلاثین صومکم یوم تصومون ، وفطرکم یوم تفطرون ، الحدیث: (مصنف عبد الرزاق ، باب الصیام ، المجلس العلمي ۴/۱۵۵، رقم: ۷۳۰۴)

عن أبي ہریرۃ – رضی اللہ عنہ – عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: صومکم یوم تصومون ، وفطرکم یوم تفطرون ۔ (سنن الدار قطنی، کتاب الصیام ، قبیل باب فی وقت السحر ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۱۴۴، رقم: ۲۱۶۰)

فقط واللہ أعلم وعلمہ أتم واحکم

حررہ العبد محمد شاکر نثار المدنی غفرلہ

الأحد 6/5/2018____20/8/1439

مسئلہ نمبر 4

فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا

سوال :- کیا فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے ثابت ھے

المستفتی محمد اصفر چورسنڈ جون پور یوپی

الجواب باسم الملہم للصدق والصواب :- جی فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے چنانچہ ابن السنی کی عمل الیوم واللیلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی بھی نماز (خواہ فرض یا نفل) کے بعد اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر یہ دعا کرے:

اللّٰھم إلٰھي وإلہ إبراھیم وإسحٰق ویعقوب وإلہ جبریل ومیکائیل وإسرافیل أسئلک أن تستجیب دعوتي، فإني مضطر وتعصمني في دیني فإني مبتلی وتناولني برحمتک، فإني مذنب وتنفی عني الفقر، فإني متمسکن تو اللہ تعالٰی اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائیں گے۔۔۔

اسی طرح سنن ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے تو چہرہ مبارک پر پھیرنے سے پہلے گراتے نہیں تھے

تفصیل کے لیے دیکھیں امداد الفتاوی (۱/۷۹۸) فتاوی محمودیہ (۵/۶۷۶).

عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال:ما من عبد بسط كفيه في دبر كل صلاة، ثم يقول: اللهم إلهي وإله إبراهيم وإسحق ويعقوب وإله جبريل وميكائيل وإسرافيل أسئلك أن تستجيب دعوتي، فإني مضطر وتعصمني في ديني فإني مبتلى وتناولني برحمتك، فإني مذنب وتنفي عني الفقر، فإني متمسكن إلا كان حتماً على الله عزوجل أن لايرد يديه خائبتين۔ (عمل اليوم والليلة لابن السنى ۲۸)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه، وقال محمد بن المثنى في حديثه: لم يردهما حتى يمسح بهما وجهه۔ (سنن الترمذي ۲/۱۷۶)

ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ العبد محمد شاکر نثار المدنی غفرلہ

الأحد 6/5/2018____20/8/1439

مسئلہ نمبر 5

تبسم سے اگر ملی تو طلاق، تبسم خود آکر ملے تو کیا حکم ہے

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم تبسم سے ملی تو ہمارا تمھارا رشتہ ختم، زید کی بیوی تو نہیں ملی؛ لیکن خود تبسم اسکے گھر آگئ اور زید کی بیوی نے اخلاقاً اس سے بات بھی کرلی ایسی صورت میں کیا طلاق پڑ جائے گی؟ اگر پڑے گی تو کتنی؟؟ بینوا توجروا

المستفتی منصور احمد قاسمی پوٹریاں جون پور

الجواب باسم الملہم للصدق والصواب :- صورت مسئوں میں زید سے اس کی بات کے متعلق دو طرح کی وضاحت طلب کی جائے

(۱)"ہمارا تمہارا رشتہ ختم" اس جملہ سے طلاق مراد لیا ہے یا نہیں، اگر طلاق مراد نہیں لیا ہے تو چونکہ یہ کنائی لفظ ہے اس لیے بلا نیت طلاق واقع نہ ہوگی

(۲) اور اگر طلاق مراد لیا ہے تو یہ وضاحت طلب کی جائے کہ تبسم کے گھر جاکر یا خود بیوی کی طرف سے اقدام کر کے ملنا مراد ہے یا مطلقا ملنا؟

اگر پہلی صورت ہے تب بھی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ عام یمین کی تخصیص فقہاء کے یہاں جائز ہے

اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے مطلقاً ملنا مراد لیا تھا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی دوبارہ نکاح کر کے اس کے ساتھ رہ سکتا ہے.

اور اگر زید عام آدمی ہے اور اپنے اس جملہ کی کوئی وضاحت نہیں کر رہا ہے تب بھی کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یمین میں شرعاً الفاظ عرفیہ مراد ہوتے ہیں اغراض نہیں اور اس جملہ میں بیوی کو تبسم سے ملنے سے منع کیا ہے نہ کہ تبسم کے اس کے گھر آکر ملنے سے، اِس حکم کی تائید فقہ کے درج ذیل جزئیہ سے بھی ہوتی ہے۔

حلف لایکلمہ فناداہ وہو نائم فأیقضہ فلو لم یوقظہ لم یحنث وہو المختار، ولو مستیقظاً حنث لو بحیث یسمع۔ (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کتاب الأیمان / باب الیمین في الأکل والشرب والکلام ۵/ ۵۹۴ زکریا، ۳/ ۷۹۱ دار الفکر بیروت، ۳/ ۷۹۱ کراچی)

والحاصل أن الذي یبني علیہ الحکم في الأیمان ہو ألفاظ المذکورۃ في کلام الحالف باعتبار دلالتہا علی معانیہا الحقیقیۃ أو المجازیۃ۔

(رسائل ابن عابدین ۱/ ۳۰۲).

ولو قال لہا: لانکاح بیني وبینک أو قال: لم یبق بیني وبینک نکاح یقع

الطلاق إذانوی۔ (قاضي خان علی ہامش الہندیۃ، زکریا قدیم ۴۶۸/۱، زکریا جدید دیوبند ۲۸۴/۱، ہندیۃ، زکریا قدیم ۳۷۵/۱، جدید زکریا دیوبند ۴۴۳/۱).

وفي شرح الطحاوي لانكاح بيني وبينك ۔۔۔۔و إن قال لم أرد بہ الطلاق أولم تحضرہ النیۃ لایکون طلاقا. (الفتاوی التاتارخانیۃ، زکریا دیوبند ۴۶۰/۴، رقم:۶۲۶۹).

أما نیۃ تخصیص العام فی الیمین فمقبولۃ دیانۃ اتفاقا و قضاء عند الخصاف، والفتویٰ علی قولہ۔ (الأشباہ قدیم ص: ۴۸، جدید ص: ۹۶).

الأیمان مبنیۃ علی الألفاظ لا علی الأغراض۔ (تنویر الأبصار علی الدر المختار، الأیمان باب الیمین في الدخول والخروج ۵/۵۲۸ زکریا، ۳/۷۴۳ دار الفکر بیروت).

إذا وجد الشرط انحلت الیمین۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ۱/۴۱۵)

إذا أضافہ إلی شرط وقع عقیب الشرط۔ (ہدایۃ / باب الأیمان في الطلاق ۲/۳۸۵، البحر الرائق / باب التعلیق ۴/۸ کوئٹہ).

ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ العبد محمد شاکر نثار القاسمی غفرلہ

الاثنین 7/5/2018_____21/8/1439

قانون کی حفاظت کیسے کریں

بقلم :- ایم اے رشید سیتامڑھی

جمیعۃ العلماء کی طرف سے الحمد للہ اچھی کوشش جاری ہے، جہاں جہاں بھی احتجاج یا شاہین باغ کے طرز پر لوگ اس کا حصہ ہیں جمیعۃ ان کے قدم بہ قدم ساتھ ہے اور اپنی جانب سے قیام گاہ والی جگہوں پر کچھ اوڑھنے کا سامان فراہم کر رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے، امت کے اندر جیسا اتحاد اب ہے ہمیشہ باقی رکھے

یہ جہاں جہاں شاہین باغ بنایا گیا ہے اس میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلانے کی فکر ہونی چاہیئے کہ لوگ اور زیادہ اس کا حصہ بنیں، تیزی لانے کی ضرورت ہے، دلت، پچھڑا ورگ کے لوگوں کو اس کا حصہ بنائیں اور برادران وطن کے لئے اسٹیج کو ہمہ وقت خالی رکھیں انکو آگے رکھکر کام کرنے کی ضرورت ہے
گاؤں گاؤں جاکر دلتوں اور پچھڑا ورگ کے لوگوں پر محنت کی ضرورت ہے انکو سمجھایا جائے کہ یہ آئین کی لڑائی ہے آج یہ مسلمانوں پر ناپاک سازش رچنے کی سوچ رہے ہیں جو در حقیقت پردہ کے پیچھے انکی سازش کچھ اور ہے
مسلمانوں کو اس لئے کہ اگر ہم ان پر قابو پاگئے تو یاد رکھیئے آپ کو تو وہ جانوروں کے چارے سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اس لئے وقت ہے

کہ *بابا صاحب* کے بنائے ہوئے قانون کی حفاظت کے لیے گھروں سے نکلیئے،
سڑکوں پر آیئے کل 29 کو ہونے والی بندی کو کامیاب بنایئے اور جب تک یہ کالا
قانون واپس نہیں ہو ہم پیچھے نہیں ہٹینگے
جب سمودھان ہی نہیں رہیگا تو آپ یا ہم کوئی آندولن، ووٹ حتی کہ اپنا حق بھی نہیں
مانگ سکتے
جاگئے آنکھیں کھولیئے اور بندی کو بھی کامیاب بنایئے اور اس تحریک میں تیزی لایئے

ہم لے کر رہینگے آزادی : سی اے اے سے آزادی

اے مرد! تری جراتِ اجداد کہاں ہے؟

بقلم:- مولانا فضیل احمد ناصری القاسمی

تریاق ابھی ڈھونڈ کے لا بولَہَبی کا یہ ایکٹ نہیں، زہر ہے فرعونِ غبی کا
اے مرد! تری جراتِ اجداد کہاں ہے چرچا تھا کسی دن تری آزاد لبی کا

جب لفظِ شہادت ترے کانوں پہ گراں ہے کیا فائدہ ظالم تری عالی نسبی کا
مومن ہے تو آزارِ بَرَہمن سے نہ گھبرا وارث ہے تو پیغمبرِ امی لقبیؐ کا

اٹھ جا کہ جگر گوشۂ خطّاب ہے تو ہی پرتو ہے فقط تو ہی زمانے میں نبی کا

ایماں ترا زندہ ہے تو پھر اشکِ سحر پی آنکھوں سے جھٹک رنگ شرابِ عنبی کا
اللہ کا اک قہر ہے ظالم کا تسلط انجام برا ہوتا ہے ہر بے ادبی کا

تقدیر جو لکھنا ہے تجھے اپنے قلم سے کر ترک ابھی ذوق تو عشرت طلبی کا
کیوں کر نہ مرے لب پہ نوائے عربی ہو میں جب کہ ہوں شاہین فضائے عربی کا

میرے مشفق اور کرم فرما نانا محترم کا انتقال پر ملال

بقلم:- مولانا امجد صدیقی صاحب

میرے لقمان نانا اگرچہ حقیقی نانا نہیں تھے مگر ،میرے اور میرے اہل خانہ کے حق میں نہایت ہی مشفق اور کرم فرما رہے ہیں

بڑے بہادر اور باحوصلہ انسان تھے ،کئی بار ان کے حوصلے اور شجاعت کو قریب سے بھی دیکھا ،

فن حکمت کے ضروری معلومات بھی رکھتے تھے ، ان کے سامنے دور دور سے مریض آتے جاتے تھے ، اپنی حکمت ،دانشمندی اور ذہانت کی بدولت جڑی بوٹیوں سے دوا بھی تیار کرلیتے تھے

ان کو درختوں اور جنگلات پر کافی دسترس حاصل تھا

کسی بھی جنگلی پودے پیڑ کو دیکھ کر تحقیق کرکے اس کے فوائد تک پہونچ کر ہی دم لیتے تھے اگرچہ علم اور کتابوں سے کوئی واسطہ نہ تھا

یہ بات اس وقت کی ہے جب مدرسہ دارالاخلاق رائے ڈیہ ضلع پرولیا میں ۔ میں زیر تعلیم تھا

اکثر چھٹی کے اوقات یہی لقمان نانا کے ساتھ گزارتا تھا

صبح سویرے چائے پی کر دیہی علاقوں میں مجھے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے

پیدل اتنی لمبی مسافت طئے کرنا انہیں کا خاصہ تھا، پھر جب میں ساتھ ہوتا تو میری بھی خاصیت کہئے

واقعی مجھے پیدل لمبی مسافت طئے کرنے کی عادت لقمان نانا ہی کی وجہ سے ہوئی ہے

ان کے تعلقات وروابط دیہی غیر مسلموں کے ساتھ مضبوط تھے ، چونکہ ان کی دی ہوئی دوا سے شفا ملنے کی وجہ کر شخصیت پر بھی یقین ہو گیا تھا

ہمارے لقمان نانا ایک باظرف اور وسیع دل انسان تھے

اگر کبھی کبھی پیسے مانگ لیتے تو ایک روپئے کا سکہ تھما دیتے

مگر جب زد فزد کا میں ورد کرتا تو ان کے چہرے کی ساخت میں تبدیلی کے ساتھ یہ جواب ہوتا ۔ کہ دوبارہ نہیں لینا ہے ؟

آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس جواب کے بعد میرا ردعمل کیا ہوسکتا تھا ، اور پھر اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ اس وقت نہ مجھ میں ہوشمندی تھی ، نہ اچھے بروں کی تمیز ۔ نہ سوال و جواب کا علم

نا کسی کے غصے کی پرواہ ۔ نامسکرانے کی تمیز ۔ نہ ہنسنے ہنسانے کے سلیقے ۔ نہ لقمان نانا کی شخصیت سے آشنا

لقمان نانا میرے پورے خاندان میں سے اسی نام سے مشہور ہوئے

میری والدہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے ۔ ان کی اور میری والدہ کی محبت خالص

اور بے غرض تھی ۔ آج لقمان نانا تقریبا ۱۰۰ سال سے زائد عمر پاکر آج مورخہ ۱۹ جنوری ۲۰۲۰ بروز اتوار بعد نماز مغرب ہم سبھی کو روتے بلکتے چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ وانا والیہ راجعون

اپنے نیک اعمال کے سبب وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں بسے رہیں گے
یہ لقمان نانا میرے برادر کبیر اور مشفق حقیقی بھائی مولانا ربیع الحق صدیقی مظاہری کے اپنے دادا خسر بھی ہوئے
آپ تمام احباب سے ان کی مغفرت کی دعا اور ایصال ثواب کی خاص درخواست ہے

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

امجد صدیقی
جامعہ عربیہ نورالعلوم سیدپور بیگوسرائے بہار

یہ تو حد سے بھی پرے ہے....!!

بقلم:- مفتی محمد اجوداللہ پھولپوری

سی اے اے اور این پی آر کے خلاف پچھلے چالیس دنوں سے احتجاج روز افزوں ترقی پر ہے...... لاکھوں کی تعداد دیش بچانے کیلئے سڑکوں پر ہے ....نہ تو انہیں سرکاریں روک پائیں اور نہ ہی خاکی کی آڑ میں ذہنی غلام..... نہ تو موسم کی سختی انکے پائے استقامت کو ڈانواڈول کرپائی اور نہ ہی فکر معاش کی کڑھن ....انہیں تو بس ملک کی فکر ہے .....اسکے بہتر مستقبل کی فکر ہے..... اپنے بچوں کے آنے والے کل کو چمکتا دمکتا دیکھنے کی فکر ہے......

اب تو یہ فکر کچھ اور بڑھ گئی اسلئے کہ انصاف کا مندر بچانا بھی فکر کا حصہ بن گیا..... ابھی تک ایک موہوم سی امید جو عدالت سے لگائے بیٹھے تھے وہ بھی فنافی المودی ھوتی نظر آرہی ہے...... اب یہ جنگ طویل ہونی ہے...... ابھی تک یہ جنگ ایک پارٹی اور اسکی سوچ کے خلاف تھی..... لیکن اب یہ جنگ سسٹم کے خلاف ہونی ہے..... اس سسٹم کے خلاف جو گیروا ہوچکا اور جسکی سوچ گوڈسیانہ ہوچکی.... اب تو "وطن مبارک" یا "کفن مبارک" کا نعرہ لگانا ہی پڑیگا ....!!

معیشت روز افزوں تنزلی کی طرف گامزن ہے.... حکومت کے ارکان کرسی کی لالچ میں ملک کا پرائیوٹ کرن کرنے میں جٹے ہیں.... کچھ خال خال چیزیں ہی سرکار کے حصہ میں ہیں وہ بھی تباہی کے آخری دہانہ پہ.... مہنگائی نے غریبوں کا جینا مشکل کردیا ہے..... حکومت ہندو مسلم کے چکر میں ملک کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہے..... ماثر محمد کے سی اے اے کے خلاف بیانیہ پر حکومت ہند نے ملیشیاء سے پام تیل کی آمد پہ روک لگادی نتیجتا پچھلے چند دنوں میں سرسوں کا تیل دو سے ڈھائی سو پر ٹین (۱۵ کیلو) مہنگا ہوچکا ہے .... جسکی سیدھی مار غریب عوام کی جیب پر پڑتی ہے .... غربت زدہ عوام کے بھی کیا کہنے اسکی اکثریت مذہبی جنون میں رنگ چکی ہے.....مذھب کا افیون پلا پلا کے انہیں مدہوش رکھا گیا ہے......!!

افسوس تو عدلیہ پہ ہوتا ہے .... انصاف کی کرسی پر بیٹھے لوگوں پہ ہوتا ہے ..... جاہلوں کی ماتحتی نے انہیں بھی اپنی زد میں لے لیا.... حکومت کی منشاء کو عزت دینے میں خود کو رسوا کرنا چاہتے ہیں .... انصاف گروی رکھ دیا گیا...... کس چیز کے بدلے میں نہیں جانتا....!!

آج کا فیصلہ سمجھ سے بالا تر ہے ... عدالت جو کہ ایک پڑھا لکھا ادارہ ہے وہ کہتا ہے کہ آئی ہوئی درخواستوں پر حکومت جواب دے ...

.وہ حکومت جسکا سربراہ دسویں کی مشکوک ڈگری رکھتا ہے..... جسکا ہوم منسٹر تڑی پار رہ چکا ہے.... جس حکومت کے سبھی افراد کی ڈگری بھی ایک جج کے علم کے تلوے چاٹتی پھرے وہ حکومت جواب دے....؟

اور جواب بھی کس چیز پہ مانگا جارہا .....؟ جو برسوں سے لکھا ہوا ہے.... جو اس دیش کا بنیادی اصول ہے ..... اسکے خلاف لائے ہوئے قانون پر....؟
اگر جواب حکومت کو ہی دینا ہے تو آپ کس کام کے...؟
آپکی ڈگریاں آپکا علم کس کام کا.....؟
کیا آپ نے قانون نہیں پڑھا....؟
کیا آپ کو لگتا ہے کہ سی اے اے جیسا سیاہ قانون ملک کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہیں....؟
آپ تین تین لوگ اتنی موٹی سی بات کیوں سمجھ نہیں پارہے ....؟

آپ کا کام تھا کہ سی اے اے کو قانون کے ترازو پہ تولتے اور فیصلہ سناتے ہوئے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکتے...... لیکن واہ رے واہ لاکھوں لوگوں کو اگلے چار ہفتوں تک یوں ہی سڑکوں پہ چھوڑ دیا...... انکی کوئی اہمیت نہیں ....؟
حد تو یہ ہیکہ اس کالے قانون پر وقتی پابندی سے بھی صاف انکار کردیا......

ارے صاحب نالی اور میڑھ جیسے معمولی تنازعات میں بھی حوالدار اعلان کردیتا ہے کہ جب تک معاملہ صاف نہ ہوجائے ایک اینٹ یا ایک پھاوڑا مٹی بھی نہ ڈالنا...... ارے کم سے کم اس معمولی حوالدار کے سامنے خود کو کچھ اوپر رکھتے وہ بھی ایسے معاملہ میں جو اسوقت ملک کا سب سے حساس معاملہ ہے ......

خیر شکوہ شکایت بیجا ہے....سابقہ فیصلوں کو دل دماغ ابھی تک قبول کرنے سے عاجز ہے اس پہ مزید بوجھ ڈالدیا گیا.....اسکے لئے آپکا شکریہ .....آپ چار نہیں چالیس ہفتوں تک ٹالتے رہو فیصلہ کی تاریخ ٹلے گی پر سڑکوں سے احتجاج کرنے والی عوام نہیں.... آپ جتنی دیری کروگے شاہین باغ اتنا وسیع ہوتا جائیگا...... ملک کا گوشہ گوشہ شاہین باغ بنیگا..... یہ عوام کی عدالت ہے صاحب یہاں کسی کا دباؤ نہیں.... کسی کا خوف نہیں ....!

بہت غرور ہے دریا کو اپنے ہونے پر........
جو میری پیاس سے الجھے تو دھجیاں اڑ جائے

ایک چیز اور..! یہاں تاریخ نہیں ملتی... انصاف ہوتا ہے صرف انصاف......اور وہ ہوکے رہیگا ان شاءاللہ

جمہوری ملک ہے، حقیقی معنوں میں جمہوری انداز اپنائیں

بقلم :- مولانا توقیر بدر آزاد

امارت شرعیہ میں آنے والے اور شریک ہونے والے سبھی نیتا سے یہی مسلسل کہا جاتا رہے کہ آپ سبھی اپنی اپنی برادری والے کو کثیر تعداد میں لیکر سڑکوں پر نکلیں..
ورنہ ہو یہ رہا ہے کہ جہاں مسلم لوگوں کی پر زور تحریک جاری ہے وہاں یوگندر جی کنہیا کمار پپو یادو وغیرہ بھی پہونچ رہے ہیں،یہ اچھی بات ہے، تاہم اس سے بڑی بات جمہوری ملک میں یہ ہے کہ یہ سب اپنی اپنی برادری والے کو لیکر نکلیں.... اور سموچ بھارت ابھیان جاگرک کا ثبوت دیں!
یہ لڑائی ابھی سبھی کی ہے.... ورنہ وہی ہو گا کہ راجد سے اتحاد تو کیا تھا وی آی پی پارٹی والے نے،دو سیٹ بھی مانگ لیا اور اسکی برادری یعنی ملاح یہ عبدالباری صدیقی کو انگوٹھا دکھا کر بی جے پی کی گود میں جا بیٹھی...مطلب اتحاد و دکھاوا کسی اور سے اپنی قوم کے نام پر،اور انکی قوم کام کرے کسی اور کا... وہ اب نہیں ہونا چاہیے....

ابھی اپنا تجربہ بتارہا ہوں دو دنوں میں آٹھ گاؤں کا پروگرام بیداری رکھا گیا. ان جگہوں پر دوساد چمار مسہر وغیرہ کے پرمکھ سابق وارڈ ممبر وغیرہ کو بھی آنے کہا اور

انکے سامنے انکی برادری کی دردشا بتای اور سمجھایا کہ یہ لڑائی فقط مسلمانوں کی نہیں بلکہ اصلا آپ کی ہے.. یہ امبیڈکر وادی اور منوادی لڑائی ہے... انکو امبیڈکر کے بنایے ہوے دستور سے ضد ہے... وہ منو اسمرتی لانا چاہتے ہیں... اسکے بعد ہندوازم و ہندوتوا پر بھی بولا...

پھر دیکھا کہ وہ پر مکھ بھی گرج گرج کر اپیل کرتا رہا اور کہتا رہا کہ ہمارے سبھی ایس سی ایس ٹی او بی سی کے لوگ آج گھروں سے نکلیں.. یہ بھائی جی صحیح کہہ رہے ہیں.. یہ سکچھم ہیں کاغذ دکھادیں گے ہم اور آپ پھنس جائیں گے.. یہ پھاسی وادی حکومت کے لوگ بابا صاحب کا ملک ختم کرنے کے لیے ابھی محمڈن بھائی کو اپنا نشانہ بنارہے ہیں تاکہ ہم الگ رہیں گے پھر کل یہ ہم کو بنائیں گے منو اسمرتی لادیں گے تب یہ ہمارا ساتھ نہیں دیں گے.. اس لیے آگے آییے...

تو دوستو! یہ ایک نمونہ ہے....

ملی حالات سے ابھر کر مدنی اور آفاقی بننے والی ملت گھبراہٹ کا شکار اسی وقت ہوتی ہے جب وہ کسی بھی کارن سستی کی وجہ سے ہکلاہٹ کی شکار ہوجاتی ہے....

اسکو ہم سبھی اچھی طرح سے سمجھ لیں!

اعظم گڑھ نے ہمیشہ ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کی ہے

بقلم :- عبدالعلیم بن عبدالعظیم الاعظمی

سرزمین اترپردیش کا سر سبز وشاداب اور مردم خیز علاقہ ضلع اعظم گڑھ زمانہ ماضی ہی تاریخ کا ایک حصہ ہے اھل اعظم گڑھ نے ہر زمانے میں ہر ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کی ہے اسی طرح آج بھی دیار علامہ شبلی نعمانی علیہ الرحمہ کے چپے چپے سے انقلاب زندہ آباد کی صدائیں سنائی دے رہیں ہیں علامہ فراحی علیہ الرحمہ کے اس دلکش گلشن کی فضاء آزادی کے فلک شگاف نعروں سے منور ہے محدث کبیر علیہ الرحمہ کے اس چمن پربہار کی درودیوار سے انقلاب برپا ہوا چاھتا ہے مورخ ھند علیہ الرحمہ کے اس خوش گوار گلزار کا بچہ بچہ ترنگا کو بلند کئے ہوئے حکومت ھند کو للکار رہا ہے اقبال سہیل علیہ الرحمہ اور کیفی اعظمی کی سرفروشانہ غزلوں سے گونجنے والے اس خطے کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں حکومت ھند کو قانون بتانے کے لئے اپنے کوچوں سے نکل چکیں ہیں اس کے علاوہ ناجانے کتنیں مفسرین ، محدثین،مورخین ، مبلغین ، مفکرین، شعراء، ادباء ،خطابہ اور علماء کی جائے پیدائش کو جب ہم تاریخ کے گمشدہ اوراق میں تلاش کرتے ہیں مورخین کی کتابوں کا گہرائ وگیرای کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گیتئ ارضی کے اس ٹکڑے نے ہمیشہ

انقلاب برپا کیا ہے اس سرزمین جنت نشاں کے چھوٹے چھوٹے گاوں پر سکون اور حسین بستیوں سے لاکھوں لوگوں نے زمانہ ماضی میں انگریزوں کے ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کی تھی

1857 میں جب انگریزوں نے ہندوستانیوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائیں یہاں کے راجاوں اور زمینداروں سے زبردستی لگان وصولنا شروع کیا تو باشندگان اعظم گڑھ نے انہیں ظلم وستم کے خلاف صدائے انقلاب بلند کرتے ہوئے 3 جون 1857 کو اترولیا میں دس ہزار سے زائد کی تعداد میں انگریزوں سے پنجہ آزمائی کی

اسی طرح جب 1857 میں انگریزوں نے باشندگان اعظم گڑھ میں سے ہزاروں لوگوں کو گرفتار کرلیا تھا تو اعظم گڑھ کے شیخ رجب علی نے گرفتار شدہ جگ بدھن سنگھ کی بہن کی درخواست پر ہزاروں لوگوں کے ساتھ لیکر اعظم گڑھ جیل کا پھاٹک توڑ کر قیدیوں کو انگریزوں کے ظلم واستبداد سے ازاد کیا

اسی طرح 1857 میں اعظم گڑھ کے راجہ جے لال سنگھ لکھنو میں سیدارادت جہاں مبارک پور میں بینی مادھو سنگھ اعظم گڑھ، اکبر پور، ٹانڈہ ،اور فیض آباد میں مظفر جہاں تگھیرہ ۔اترولیا جونپور میں انگریزوں سے پنجہ ازمای کی

حکومت برطانیہ نے جب ترکوں پر ظلم وستم کر کے قسطنطنیہ چھوڑنے پر مجبور کردیا تھا تو تحریک خلافت چلی جس نے غیر ملکی مالوں کا بائیکاٹ کیا اھل نے بھی بدیشی مال کا

بائیکاٹ کرکے حکومت برطانیہ کے ظلم کے خلاف آواز بلند کی اور انگورہ امدادی فنڈ کے لئے صرف اعظم گڑھ سے ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا خواتین نے اپنے زیورات تک دے دئے تھے اسی طرح جب عدم تعاون تحریک کی وجہ سے گرفتاریاں شروع ہوئیں تو تو مبارک پور کے مسلمانوں نے سب سے پھلے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔

اسی طرح باشندگان اعظم گڑھ نے 21 اگست 1942 میں انگریزوں کے ظلم وستم سے چھٹکارہ کے لئے "ہندوستان چھوڑ دو" کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہوئے شہر اعظم گڑھ میں ایک منظم جلوس نکالا جس کی وجہ سے 380 لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا اسی طرح جب فروری 1928 میں برطانیہ کی طرف سے سائمن کمیشن ہندوستان آیا تو اس وقت اعظم گڑھ کے باشندوں نے اس کے خلاف کالی جھنڈیاں اور تختیاں لیکر "سائمن لوٹ جاو "کا نعرہ بلند کرتے ہوئے احتجاج کیا

اِسی کے بعد جب اگست 1928 میں گاندھی جی اعظم گڑھ ائے تو پچھتر ہزار لوگوں نے ان کا استقبال کیا اسی طرح 1920 میں اعظم گڑھ میں ہزاروں لوگوں نے نمک بناکر نمک قانون شکنی کی تھی اسی طرح 1932 میں جب گاندھی جی کو گرفتار کیا گیا تو باشندگان اعظم گڑھ نے انگریزوں کے اس ظلم پر احتجاج کیا اپنے کاموں کو ترک کر کے مظاہرے کئے جس کی وجہ سے اعظم گڑھ میں دفعہ 144 نافذ کرنی پڑی ۔۔۔

الغرض اھل اعظم گڑھ نے ہر محاذ پر ہر جگہ ہر طرح کے ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کی انگریزوں کا ظلم وستم ہو یا حکومت ھندیہ کا ہمہ وقت اھل اعظم گڑھ پر الزام عائد کرنا ہو --------

2000 کے بعد جب حکومت ھندیہ اعظم گڑھ کے نوجوانوں کو فرضی مقدمات میں پھنسا کر انکاونٹر کئے اور بہتوں کو پس دیور زنداں کر دیا اور ساکنان اعظم گڑھ کو طرح طرح سے ڈرانے اور خوف و حراس کا ماحول بنانے کی کوشش کی ---بٹلہ ہاوس جیسے فرضی انکاونٹر کئے ملک کے مختلف حصوں میں بم دھماکوں کا الزام لگا کر بہت لوگوں کو گرفتار کیا تو اعظم گڑھ کی کوکھ سے ایک تنظیم بنام "راسٹریہ علماء کونسل" جنم لی جس نے ایک مرتبہ پھر اعظم گڑھ کا سر اونچا کیا فرضی مقدمات کے خلاف آواز بلند کی ------------------------ -----

بات CAA یعنی کالے قانون کی..

بقلم :- مولانا حبیب الاعظمی فاضل دیوبند

2019ء کے اواخر میں قومی شہریت ترمیمی قانون (CAA) کو مرکزی کابینہ کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے کثرت رائے سے پاس ہوئے اور پھر صدر جمہوریہ کے دستخط کے ساتھ اسے ملک کا قانون بنے ایک ماہ سے زائد ہوچکا ہے , اور اسی وقت سے ملک کی تمام ریاستوں میں ملک کی سیکولر عوام اس قانون کی مخالفت میں سراپا احتجاج ہے, اور ہر چھوٹے بڑے شہروں, قصبوں حتی کہ گاؤں دیہاتوں تک اس کی مخالفت میں صدا بلند کرچکے ہیں, اور اب بھی اس کی مخالفت ہر جگہ پورے زور و شور کے ساتھ جاری ہے, بل کہ ہر دن کے ساتھ یہ تحریک بڑھتی ہی جارہی ہے.

حکومت کا دعوی ہے کہ یہ سارا ہنگامہ اپوزیشن کے اشارہ پر ہے, جب کہ سیکولر اپوزیشن اس کی مخالفت میں تو ہے ہی, لیکن یہ لڑائی براہ راست حکومت اور عوام کی ہے, یہ شہریت یعنی موت و حیات کا مسئلہ ہے, حکومت کا کہنا ہے کہ یہ قانون شہریت لینے کا نہیں, شہریت دینے کا ہے, اور کسی کی شہریت چھینی نہیں جائے گی, لیکن عوام کو نہ پہلے ہی حکومت کے دعووں اور وعدوں پر یقین تھا, نہ اب ہے, جب کہ حکومت

کے اعلی ارکان خود اس معاملہ میں اپنی متضاد باتوں, مختلف رایوں اور الگ الگ بیانات کی وجہ سے مزید شکوک و شبہات پیدا کررہے ہیں, اور جتنا عوام کو اس قانون کی افادیت سے متعلق سمجھانے کی کوشش ہورہی ہے, عوام مزید اس کی خوف ناکی اور خطرناکی کا تصور کرکے غم و غصہ کا شکار ہورہی ہے, اور حکومت و انتظامیہ کے افسران کے لاکھ سمجھانے کے باوجود نہ ملک کی عوام مطمئن ہے, نہ اپوزیشن لیڈران.

حیرت کی بات یہ ہے کہ ملک گیر سطح پر ہر جگہ ہونے والے احتجاج و مظاہرے اور ہزاروں لاکھوں افراد کی بلا اختلاف مذہب و مسلک ان میں جوش و خروش کے ساتھ شرکت اور ملکی و عالمی سطح پر اس قانون کی بڑے پیمانے پر مخالفت کے باوجود اب تک نہ حکومت کو عوام کی پریشانیوں کا احساس ہے, نہ ان کے غم و غصہ کا ادراک , مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ حکومت مظاہرین پر شکنجہ کرنے اور طاقت کے زور پر ان کی آواز کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہے, جس کے نتیجہ میں اب تک دو درجن سے زائد لوگ ملک کے آئین کی حفاظت کے لیے پولیس کی لاٹھیوں اور گولیوں سے شہید بھی ہوچکے ہیں, اور سیکڑوں لوگ زخمی ہیں ,جن میں بہت ابھی زیر علاج ہیں, بے شمار لوگ احتجاج کے جرم میں جیل کی سلاخوں میں ہیں, اور ان پر مختلف الزامات لگاکر مختلف دفعات کے تحت مقدمات قائم کیے گئے ہیں.

عوام کے بڑھتے حوصلے اور جذبۂ حریت اور جوش خروش کو دیکھتے ہوئے حکومت یقینا پریشان اور بوکھلائی ہوئی ہے, اور اسے عالمی سطح پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑرہا ہے, ملک کی معیشت پر ان حالات کا سخت اثر پڑا ہے, خبروں کے مطابق حکومت کا خزانہ خالی ہوچکا ہے, اور خود حکومتی اداروں کی رپورٹوں کے مطابق گرتی معیشت کی رفتار مزید بڑھ رہی ہے, اقتصادی نظام انتہائی خستہ حالی کا شکار ہے, ہر عام آدمی بے روزگاری کا شکار یا مہنگائی سے سخت پریشان ہے, اور ملک کی حکومت عوامی پریشانیوں اور عوامی مسائل سے انتہائی حد تک لاپرواہ ہوکر ایسے بے کار کاموں میں مشغول ہے , جن کی نہ اس وقت کوئی ضرورت ہے, نہ جن سے عوام کو کوئی فائدہ.

ملک بھر میں روز و شب جاری مظاہروں سے بوکھلائی حکومت , اپنے اس قانون کی حمایت میں مختلف طریقے بھی اپنا چکی ہے, اور سب ناکام ہوئے ہیں, حیلے بہانے, جلسے جلوس اور طاقت کا بے دریغ استعمال سب حربے حکومت نے آزمالیے, اور اسے ہر موقع پر منہ کی کھانی پڑی, عوامی تحریک کے سامنے اس وقت حکومت بے بس ہے, لیکن وہ اپنی بے بسی کو اپنی انا , طاقت اور عیاری کے پس پردہ چھپانے کی کوشش کررہی ہے.

پہلے سے غربت و بے روزگاری اور مختلف سنگین مسائل کی مار جھیل رہے اس ملک کے

لیے لاکھوں غیر ملکی افراد مزید ایک بوجھ ہوں گے, جن کے ہر قسم کے اپنےمسائل ہوں گے , ان کی ضروریات ہوں گی, اور یہ ملک کی سلامتی سے جڑا بھی ایک انتہائی حساس مسئلہ ہے, ان تمام باتوں کو ممبران پارلیمنٹ اور اپوزیشن اراکین لیڈران وغیرہ حضرات بہت تفصیل سے ہر جگہ کہ چکے ہیں , لیکن تمام دلیلوں کے باوجود حکومت اپنی ضد پر اڑی ہوئی ہے, اور اسے بس دکھائی دے رہے ہیں تو صرف تین مسلم ملک , افغانستان, پاکستان اور بنگلہ دیش کے غیر مسلم وہ افراد جو حکومت کے بقول وہاں مظلوم و مجبور ہیں, اور ہندوستان میں پناہ گزیں ہیں, اور یہاں کی شہریت چاہتے ہیں, حالاں کہ مظلوموں کی مدد یقینا اچھی بات ہے, لیکن پہلے ان کو ان کے وطن میں ہی آباد کرانے کی کوشش ہونی چاہیے, اس کے لیے ان ملکوں پر دباؤ بنایا جائے, اور اس میں ان تین مسلم ملک کی ہی کیا تخصیص ہے, جہاں بھی لوگ پریشان ہوں, ان پر ظلم ہورہا ہو, ان کی ہر ممکن مدد ہونی چاہیے, خواہ وہ کسی مذہب, کسی ذات کسی قوم کے ہوں, اس میں مذہب کی بنیاد پر تفریق نہیں ہونی چاہیے , جب کہ حکومت کے موجودہ قانون میں یہی چیز اصل ہے کہ اس میں صراحت کے ساتھ مسلمانوں کے علاوہ تمام مذاہب کے لوگوں کو نام کے ساتھ جگہ دی گئ ہے, اور مسلمانوں کو اس قانون سے الگ رکھا گیا ہے, اسی تفریق و امتیاز کی بنیاد پر عوام کا کہنا ہے کہ یہ قانون ہمیں منظور نہیں, کیوں کہ اس میں مذہب کی بنیاد پر تفریق کی گئ ہے, اور ملک کا دستور , سیکولر ہے, اس میں تمام مذاہب کے لوگوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں, کسی کو

مذہب کی بنیاد پر الگ کرنا ملک کے بنیادی آئین کے خلاف اور ملکی روایات و تہذیب سے متصادم ہے, اسی بنیاد پر ملک کے سیکولر لوگ اس قانون کی روز اول سے سخت مخالفت کررہے ہیں, اور اسے کسی صورت قبول کرنے کو تیار نہیں.

آسام میں این آر سی کے بعد حکومت کے متکبر وزیر داخلہ کی طرف سے پارلیمنٹ میں بھی اور عوامی جلسوں میں بھی بارہا یہ اعلان کیا گیا کہ آسام کے طرز پر پورے ملک میں این آر سی ہوگی, جس کے لیے ملک کے لوگوں کو اپنے کاغذات اور دستاویز دکھانے ہوں گے , اور اپنی شہریت ثابت کرنی ہوگی , اور جس کی شہریت ثابت نہ ہوسکی اسے حکومت کے ذریعہ تیار کرائے گئے حراستی مراکز میں بھیج دیا جائے گا, این آر سی کے ذریعہ آسام میں انہوں نے تجربہ کرلیا کہ مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کا نام شہریت میں نہیں آسکا, اور جو ان کے بیانات تھے کہ غیر ملکی مسلمان زیادہ ہیں, وہ سب باتیں غلط ثابت ہوگئیں , تو ان عیار ارباب حکومت کو فکر لاحق ہوئ کہ اگر پورے ملک میں این آر سی نافذ ہوگی تو زیادہ تر غیر مسلم کاغذات نہ ہونے یا مکمل نہ ہونے کے سبب اپنی شہریت ثابت نہیں کراسکتے, اس لیے ان لوگوں نے سی اے اے لاکر قانون بنایا کہ اب جو بھی غیر مسلم ہوگا, اگر وہ اپنی شہریت ثابت نہیں کراسکا تو بھی اسے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں, حکومت اسے شہریت دے گی, لیکن اگر مسلمان اپنی شہریت ثابت نہیں کراسکا, تو اسے غیر ملکی درانداز کہ کر حراستی

مرکز بھیج دیا جائے گا, جہاں جیل سے بدتر حالات میں اسے رہنا ہو گا, اور باپ دادا سے اس ملک میں رہنے کے باوجود اسے غیر ملکی ہونا پڑے گا.

یہی وہ خدشات اور مستقبل کے خطرات ہیں , جو عوام کے دل و دماغ میں جاگزیں ہیں, اور حکومت کے عزائم بھی اسی جانب واضح اشارہ کرتے ہیں, ان کی در پردہ سازشیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ مستقبل میں ملک کے مسلمانوں کے لیے خطرناک طوفان آنے والا ہے, جس کا احساس ملک کی انصاف پسند, امن پسند, وطن دوست عوام کو پہلے ہی ہوچکا ہے, اور وہ اس تعلق سے پہلے ہی بیدار ہوچکے ہیں, کیوں کہ ان کو اس حکومت کی کرتوتوں کا علم ہے, جسے ملک کی ترقی اور عوام کی کامیابی سے کوئی مطلب نہیں,اور عوام کو بھی ان کے وعدوں سے کوئی امید نہیں, اب تک کے تمام وعدے کھوکھلے ثابت ہوئے, اور تمام دعوے جھوٹے ثابت ہورہے ہیں.

عوام کو اس بات کا سخت احساس ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں, بل کہ یہ ملک کے تحفظ , آئین کی حفاظت اور ہندوستان کی سلامتی کا اہم ترین مسئلہ ہے, اس کالے قانون کے نتیجہ میں یہ خوبصورت ملک ٹوٹ جائے گا, اسی لیے آج ایک ماہ سے کئی دن زائد ہوچکے ہیں اور ملک کی عوام اس قانون کی مخالفت میں سخت مظاہرے کررہی ہے, اور دسمبر جنوری کی سخت سردی کے باوجود لوگوں کا جوش و جذبہ بڑھتا ہی

جارہا ہے, ان مظاہروں میں ہر مذہب و ملت کے چھوٹے بڑے تمام لوگ شریک ہیں, اور مرد وعورت , جوان بوڑھے بچے سب اس میں پیش پیش ہیں, جب کہ جامعہ ملیہ دہلی سے شروع ہونے والی یہ تحریک اب ملک کی تمام بڑی یونیورسیٹیوں , کالجوں , اداروں سے ہوتی ہوئ بیرون ملک بھی پہونچ گئ ہے, اور ملک کی سڑکیں , پارک , میدان, چوراہے اور گلیاں انسانی سمندروں کا ہر روز ایک نیا مشاہدہ کررہیں ہیں, جن کے ہاتھوں میں ملک کے تحفظ کے لیے صرف ترنگے ہیں, کچھ بینر ہیں, جن پر قانون کے بائیکاٹ اور نامنظوری کے الفاظ ہیں, اور یہ نہتے عوام ایک مغرور , ظالم اور طاقت ور حکومت کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں, جس میں شاہین باغ دہلی سمیت ملک کی دیگر خواتین نے اپنی جرأت و ہمت , عزم و استقلال , ثبات قدمی اور بہادری کی ایک نئ تاریخ رقم کردی اور روز بروز خواتین کے حوصلے سربلند ہی ہورہے ہیں, اور ان کے عزائم کی بلندی کو نہ طاقت ور پولیس روک پارہی ہے, نہ موسم کی شدت, نہ بارش نہ طوفانی ہوائیں, وہ پولیس کی لاٹھیاں کھاکر بھی عزم وحوصلہ کی داستان لکھ رہی ہیں, وہ حکومت کے ظلم و ستم کے باوجود استقلال کا پہاڑ بنی ہوئ ہیں, جن کے ساتھ ان کے نو عمر اور معصوم بچے بھی ہیں.

بڑے بزرگوں کا کہنا ہے کہ انگریزوں کے خلاف ملک کی طویل تحریک آزادی کے بعد یہ دوسرا مرحلہ ہے جب ملک کی سیکولر عوام اتنی کثیر تعداد میں ہر جگہ حکومت

کے خلاف سڑکوں پر ہے, اور لوگ بیک آواز ظلم کے خلاف کھڑے ہیں, شوشل میڈیا پر اس قانون اور حکومت کے خلاف بڑے پیمانے پر تحریک جاری ہے, حکومت کا گودی میڈیا زمینی سطح پر جاری حقائق کو نہ چاہتے ہوئے بھی دکھانے پر مجبور ہے, اور آئین کے تحفظ کی یہ تحریک ایک مستحکم اور مضبوط عوامی تحریک بن چکی ہے, جس کو حکومت نے بہت طریقوں سے ختم کرنا چاہا اور اب بھی اس کی پوری کوشش یہی ہے کہ اسے روکا جائے, اور اسے مذہبی رنگ دے کر فرقہ واریت کا کھیل کھیلا جائے, لیکن وہ اپنے تمام برے ارادوں میں اب تک ناکام ہورہے ہیں, اور خدا کرے آگے بھی وہ ناکام ہوں, اور عوام کی یہ تحفظ آئین تحریک پورے انقلاب کے ساتھ بامقصد کامیابی سے ہم کنار ہو, اور ملک میں امن و سکون کا دور قائم ہو, ظالموں کے ظلم سے عوام کو نجات ملے, اور ملک پوری سلامتی اور سکون کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہو.

□■□■□■

حبیب الاعظمی فاضل دیوبند
تحریر: 25/جمادی الاولی 1441ھ=21/جنوری 2020ء منگل
کاشانہ رحمت ابراہیم پور اعظم گڑھ

احتجاجی نظم

بقلم :-ابوعبیدہ اعظمی ابوظبی

مِرے محبوب تیرے چاند جیسے حسن پر مجھ کو
کئی غـزلیں کئی نظمیں بہت سے گیت لکھنے ہیں
مگر جب جب اٹھاتا ہوں قلم تو میری آنکھوں میں
وہ شاہین باغ کے پُرسوز منظر دوڑ جاتے ہیں
شکن آلود وہ ماؤں کے چہرے یاد آتے ہیں
وہ بہنوں بیٹیوں کے کرب میں ڈوبے ہوئے چہرے
وہ چہرے جن کے ہونٹوں کی مجھے مسکان بننا ہے
مَیں حُسن و عشق کے رنگین قصّے لکھ نہیں سکتا
مِرے محبوب میں تجھ پر قصیدے لکھ نہیں سکتا
مِرے محبوب تیری جھیل جیسی گہری آنکھوں پر
سمندر کا سمندر چاہوں تو مَیں وار دوں لیکن
مگر ان ڈوبتی آنکھوں کو کیسے بھول جاؤں میں
سجا کر خوابِ آزادی گھروں کو چھوڑ کر اپنے
کڑکتی سرد راتوں میں کھلے امبر کے سائے میں
مسلسل احتجاج اور آندولن پر جو بیٹھی ہیں

مجھے ان بیٹیوں کی حوصلہ افزائی کرنی ہے
مَیں حسن و عشق کے رنگین قصّے لکھ نہیں سکتا
مِرے محبوب میں تجھ پر قصیدے لکھ نہیں سکتا
مِرے محبوب تیرے شاخِ گل جیسے بدن پر مَیں
فقط اشعار کیا چاہوں کئی صفحات لکھ ڈالوں
مگر پیشِ نظر میرے تھکے ہارے بدن لیکر
مہینوں سے سرِ رہ لڑ رہی ہیں جنگ جو حق کی
اٹھا کر گود میں بچّے جو ہندوستاں بچانے کو
حفاظت کیلئے آئین کی دستور کی اپنے
ڈٹی ہیں اب بھی میداں میں مجھے وہ درد لکھنا ہے
مَیں حسن و عشق کے رنگین قصّے لکھ نہیں سکتا
مِرے محبوب میں تجھ پر قصیدے لکھ نہیں سکتا

اپنی بات

بقلم :- مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوستو ! پیش خدمت ہیں ماہانہ علمی "پاسبانی تراشے" کا نیا شمارہ

یقیناً یہ خوش کی بات ہے اہل پاسبان کے لئے اور پاسبانی تراشے کے قارئین کے لئے

کہ پاسبان علم و ادب کا ماہانہ رسالہ پاسبانی تراشے کی اشاعت کا سلسلہ 2 12 شروع

کردیا گیا ہے ، جو کئی ماہ سے موقوف تھا۔

محترم قارئین ۔ آپ کے علم میں ہونگا کہ پاسبانی تراشے میں صرف پاسبانی احباب کی

تحریریں شامل کی جاتی ہیں ۔

مہینہ بھر گروپ میں آنے والے مواد کو مہینہ کی اخیر میں اس رسالے میں شائع کیا

جاتا ہے۔۔ امید ہے کہ آپ حضرات اس ماہ کے پاسبانی تراشے کو پسند فرمائیں گے۔

بندے نے کوشش کی ہے کہ اس شمارے کو زیادہ سے زیادہ خوبصورت بنایا جائے، گر

کہی پر کچھ کمی زیادتی یا اغلاط نظر آئے تو ضرور مطلع کریں ہم آپ کے ممنون و مشکور

ہوں گے۔۔۔۔۔ امید ہے کہ تمام قارئین اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد فرمائیں

گے، اور ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں گے۔

مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی